5367

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ اردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مُدیر

عبد القدیر نیاز

ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۴۵ء

ماہ تبوک ۱۳۲۴ ہش

جلد ۴۴ — عدد ۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفینِ اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے، اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائے گا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے، طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعائیتی قیمت اڑھائی روپیہ لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہئے، ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیلِ زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اِسکے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے اس لئے اِس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایکسو چوالیس روپے	دوسو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایکسو پچاس روپے
رُبع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ مُحمّد رّسُول اللّٰہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

ماھنامہ اردو

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۲ | ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۴۵ء | عدد ۹

فہرست مضامین

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے
تازہ رؤیا و کشوف۔ ص۲
مسئلہ ناسخ و منسوخ ص۵ از مولوی رشید احمد صاحب چغتائی۔ واقف زندگی۔
مسلم نما یہود کیلئے مثیلِ مسیح کا ظہور ص۱۱ از مولوی دوست محمد صاحب جامعہ احمدیہ۔
خاموشی ص۴۳ از چوہدری مبارک احمد خان صاحب امین آبادی۔
کرشن اول اور کرشن ثانی ص۴۷ از فتح محمد شرما صاحب۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے

تازہ رُؤیا و کشوف

{ ذیل کے رؤیا اور کشوف ڈلہوزی سے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے قلم سے لکھ کر ارسال فرمائے ہیں:۔ }

گذشتہ چند ایام میں جو بعض رویا اور کشوف ہوئی ہیں مَیں چاہتا ہوں کہ دوستوں کی اطلاع کے لئے شائع کردوں۔

(۱)

ایک رات مَیں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے شدید محبّت اور عشق کے جذبہ کے ماتحت کہ اُس کی نظیر نہیں ملتی مخاطب ہو کر کہہ رہا ہوں کہ اے میرے رب تُو مجھے اپنی گود میں اٹھالے اور اپنی برکتوں سے مجھے چاروں طرف سے ڈھانپ لے۔ یہ دُعا اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے بار بار کر رہا تھا کہ آنکھ کھُل گئی اور اُوپر کے الفاظ الہاماً بھی زبان پر جاری تھے۔

(۲)

ایک تمثیلی زبان میں نظارہ دیکھا۔ جس کی یہ تعبیر ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر معمولی سامانوں سے جو انسانی طاقت سے بالا ہوں گے جماعت احمدیہ کو جوانی بخشے گا اور اس کی کوششوں کو بارآور کرے گا اور روشنی اور تازہ پھل اس کے کاموں کے نتیجہ میں پیدا ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے ذریعہ سے سب جہان کو ملیگی

(۳)

ایک اور نظارہ تمثیلی زبان میں دیکھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو وسعت بخشے گا اور علوم و فنون کا سوتا اس کے ذریعہ سے پھاڑے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھا کہ ایک جگہ مسٹر گاندھی ہیں اور اخباروں کے نمائندے اُن سے انٹرویو کے لئے جا رہے ہیں۔ اور ایک الگ جگہ پر جہاں عام طور پر لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں وہ ان لوگوں سے مِل رہے ہیں۔ مَیں نے پہرہ داروں میں سے ایک صاحب کو جن کا نام محمدؐ اسحٰق ہے کہا کہ جاؤ اور اِس قسم کا انتظام کرو کہ مَیں بھی وہاں اس طرح جا سکوں کہ کسی کو میرا علم نہ ہو۔ محمدؐ اسحٰق نے تھوڑی دیر میں آکر کہا کہ مَیں نے انتظام کر دیا ہے آپ چلے جائیں۔ مَیں ایک بند کمرہ میں سے ہو کر اُس جگہ گیا ہوں جہاں مسٹر گاندھی ہیں۔ راستہ میں کچھ پہرہ دار ہیں اُن میں سے ایک نے مجھے روکا لیکن محمدؐ اسحٰق نے اُنہیں یہ کہکر ہٹا دیا کہ اِن کے لئے اجازت لی ہوئی ہے۔ اِس کے بعد مَیں اندر داخل ہوُا۔ یہ ایک صحن ہے اُس میں گاندھی جی تکیہ کا سہارا لگائے اپنے معروف لباس میں مغرب کی طرف مُنہ کر کے بیٹھے ہیں۔ سامنے ایک صف اخباری نمائندوں کی ہے مَیں اُن میں جا کر بیٹھ گیا۔ مگر میرے بیٹھتے ہی وہ لوگ اُٹھ کر مجھ سے مصافحہ کرنے لگ گئے۔ اور مَیں خواب میں حیران ہوں کہ مَیں تو پوشیدہ آیا تھا پھر یہ لوگ مجھ سے اُٹھ کر کیوں مصافحہ کرنے لگ گئے۔ جب سب اخباری نمائندے مجھ سے مصافحہ کر چکے تو ایک شخص اُٹھا اور اُس نے بھی مصافحہ کیا۔ مگر ساتھ ساتھ ایک طویل گفتگو شروع کر دی۔ مَیں نے خیال کیا کہ یہ دیوانہ ہے اِس سے کسی طرح پیچھا چھڑانا چاہیئے۔ آخر سوچ کر مَیں نے اُسے کہا کہ یہ تو گاندھی جی کی ملاقات کا وقت ہے اُن سے بات کرو۔ اِس پر وہ مجھے چھوڑ کر گاندھی جی کی طرف مخاطب ہوُا اور بات کرتے کرتے اُن پر جُھکتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اُس کے دباؤ کی وجہ سے گاندھی جی ایسی حالت میں ہو گئے کہ گویا لیٹے ہوئے ہیں۔ وہ اُن کے اُوپر دراز ہو گیا اور اپنی بات جاری رکھی۔ مَیں حیران ہوں کہ اُن کے ملاقاتی اُن کو چھڑاتے کیوں نہیں۔ اِسی حالت میں گاندھی جی نے انگلیاں ہلانی شروع کیں جیسے کہ کوئی شخص دل میں باتیں کرتے ہوئے انگلیاں ہلاتا ہے۔ اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ اِس طرح اس سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ غالباً گاندھی جی اپنے قدیم طریق کے مطابق کوئی ایسا قدم اُٹھانیوالے ہوں گے جو شور پیدا کرنے والا ہوگا۔ تبھی اخباری نمائندوں کا اجتماع دیکھا۔ پاگل کا اُن پر بوجھ ڈالنا بتاتا ہے کہ اُن پر کوئی مخالف اثر ڈالنے کی کوشش کی جائے گی اور میرے وہاں جانے کی تعبیر بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُن کے اِس اقدام کا اثر مسلمانوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر بھی پڑے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۵)

مَیں صبح کے وقت بعد از نماز سویا ہوا تھا کہ مجھے آواز دے کر اندر سے کسی نے جگایا۔ مَیں اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی کشف کی حالت طاری ہوئی۔ مَیں نے دیکھا کہ ایک احمدیہ جماعت کا مجمع ہے۔ سامنے ایک سِکھ جو دراصل مُسلمان ہے تقریر کر رہا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قریباً پچاس سال سے جماعت احمدیہ نے سِکھوں میں تبلیغ شروع کی تھی۔ لیکن چونکہ فوراً نتیجہ نہ نکلا ان میں کچھ سُستی اور مایوسی پیدا ہو گئی۔ مگر یہ سُستی اور مایوسی اُن میں پیدا نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ اِس آخری فقرہ پر کشف کی حالت جاتی رہی۔

مَیں سمجھتا ہوں اِس کشف میں ہمیں اپنے فرض کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ سِکھ ضرور اسلام کی طرف آئیں گے۔ اس لئے اِس کام کی طرف خاص توجہ چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ ناسخ و منسوخ

(از مولوی رشید احمد صاحب چغتائی واقف زندگی)

قبل اس کے کہ اصل مضمون کی طرف ہم آئیں چند یادداشتوں کا ذکر اس جگہ ضروری ہے۔ اول۔ نسخ کے معنے لغتاً کیا ہیں؟ مفردات راغب جو کہ قرآن کریم کی مستند لغت ہے اس میں لکھا ہے۔ النسخ ازالۃ شیء بشیءٍ یتعقبہ کنسخ الشمس الظل والظل الشمس والشیب الشباب فتارۃ یفھم منہ الازالۃ و تارۃ یفھم منہ الاثبات و تارۃ یفھم منہ الامران۔ کہ نسخ کہتے ہیں ایک چیز کا ازالہ کرنا کسی ایسی چیز کے ساتھ جو کہ اُس کے پیچھے آنے والی ہو۔ جیسے سائے کو دھوپ آکر دُور کر دیتی ہے۔ اسی طرح دُھوپ کے بعد سایہ آجاتا ہے۔ ایسا ہی بڑھاپا جوانی کو زائل کر دیتا ہے۔ اور نسخ سے کبھی تو مراد کسی چیز کا ازالہ ہوتا ہے اور کبھی کسی چیز کا ثابت کرنا اور کبھی دونو مفہوم ہوتے ہیں۔

اصطلاح میں نسخ کی تعریف:۔ النسخ عبارۃ عن طریقٍ شرعیٍّ یدلُّ علی ان الحکم الّذی کان ثابت بطریق شرعیّ لا یوجد بعد ذٰلک ماتدبنیہ عنہ علیٰ وجہ لولاہ لکان ثابت۔

جمہور اہل اسلام کا مذہب یہ ہے کہ نسخ شرائع عقلاً و سمعاً جائز ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو شریعتِ محمدیہ جمیع الناس کے لئے واجب العمل نہ رہے گی۔ جمہور یہود یہ کہتے ہیں کہ النسخ لیس بجائزٍ لا عقلاً و لا سمعاً۔ لیکن بعض انہی میں سے یہ کہتے ہیں کہ عقلاً تو جائز ہے لیکن سمعاً جائز نہیں۔ مگر یہود کا یہ خیال باطل ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ مثلاً حضرت آدمؑ کی شریعت میں تزویجُ الاُختِ مَعَ الاَخِ جائز تھا لیکن یہ حکم شریعتِ موسویہ میں منسوخ ہے۔ کیونکہ اس میں معین عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے نہ کہ تمام عورتوں کے ساتھ۔ (کتاب احبار) ایسا ہی حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت میں تھا کہ "اور زمین کے کل جانداروں اور ہوا کے کل پرندوں پر تمہاری دہشت اور تمہارا رعب ہوگا۔ یہ اور تمام کیڑے جن سے زمین بھری پڑی ہے۔ اور سمندر کی کل مچھلیاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمہارے ہاتھ کی گئیں۔ ہر چلتا پھرتا جانور تمہارے کھانے کو ہوگا۔۔۔۔۔ مگر تم گوشت کیساتھ خون کو جو کہ اس کی جان ہے نہ کھانا" (پیدائش ۹ باب ۲ تا ۴)

لیکن احبار میں لکھا ہے کہ "تم بنی اسرائیل سے کہو کہ زمین کے سب حیوانات میں سے جن جانوروں کو تم کھا سکتے ہو وہ یہ ہیں۔ جانوروں میں سے جن کے پاؤں الگ اور چرے ہوتے ہوتے ہیں اور جگالی کرتے ہیں تم ان کو کھا سکتے ہو۔ مگر جو جگالی کرتے ہیں یا جن کے پاؤں الگ ہیں ان میں سے تم اِن جانوروں کو نہ کھانا۔۔۔۔۔ الخ"

پس اے یہود! یہ نسخ نہیں تو اور کیا ہے؟

مسلمان ـــــ مسلمانوں میں سے بھی بعض نسخ شرائع کے قائل نہیں۔ بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ؐ کی شریعت پر اب عمل اس لئے ضروری ہے کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی شریعت آنحضرت صلعم کے ظہور تک تھی۔ اور یہ بات ہمیں قرآن سے ہی معلوم ہوئی ہے، اسلئے موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی شریعت کا زمانہ منتہی اور ختم ہوگیا، نہ کہ اس میں کوئی تبدیلی اور نسخ واقع ہوئی۔

یہ تو ہوئی شرائع کے نسخ کے بارہ میں۔ اب ہم قرآن مجید کی نسبت جو اس میں ناسخ منسوخ کا خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق بیان کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں نسخ ہے یا نہیں؟

اکثر مسلمانوں کا تو (بوجہ نافہمی کے) یہ خیال ہے کہ قرآن کریم میں بعض آیات بعض کو منسوخ کردیتی ہیں۔ لیکن بعض مسلمان قرآن مجید میں نسخ کے قائل نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم میں اگر نسخ مانا جائے تو قرآن منزل من اللہ العزیز الحکیم نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ٥ تو جس صورت میں کہ ایک معتدبہ حصہ قرآن کریم دوسرے حصہ کے خلاف حکم دینے والا خیال بھی کیا جائے یا بعض آیات کی وجہ سے کچھ حصۂ قرآن کو منسوخ قرار دیا جائے درآنحالیکہ اِن منسوخہ آیاتِ قرآنیہ کی کچھ بھی تعیین نہیں۔ کوئی کسی آیت کو اور کوئی کسی آیت کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ پس اس صورت میں کس قدر ظلم ہے جو اس رنگ میں قرآن مجید کے ماننے والے اسکے متعلق روا رکھتے ہیں۔ اور گویا اختلاف موجود فی القرآن ہونے کا اپنی کم فہمی کی وجہ سے الیسی بالبداہت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلط بات کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

یہ عقیدہ رکھنے کی وجہ سے ایک بہت بڑا دھبہ خدائے پاک و قدوس کی ذات پر پڑتا ہے کہ قرآن کریم جسے تمام دُنیا اور قیامت تک کے واسطے اُس نے نازل فرمایا۔ اس میں ایسی باتیں بھی اُس نے بیان کر دیں جو مختص الوقت تھیں اور کوئی وقت ایسا بھی آنیوالا تھا کہ اِس کتاب کے ماننے والے اُن پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے تھے۔ اور وہ باتیں اُس وقت تو قابلِ عمل تھیں مگر اب ناقابلِ عمل ہیں نعوذ باللہ من ذٰلک۔ خداوند تعالیٰ جو حکیم و خبیر ہے اسکے متعلق کیسے یہ ذہن میں بھی لایا جا سکتا ہے۔ پس قرآن کریم میں نسخ ماننا کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ آئندہ چل کر ہم عرض کریں گے۔

قائلینِ نسخ منسوخ کی تین قسمیں بتاتے ہیں

۱۔ وہ آیات جو منسوخ الحکم ہیں فقط۔

۲۔ وہ آیات جو منسوخ التلاوت ہیں فقط۔

۳۔ وہ آیات جو منسوخ التلاوت والحکم ہیں فقط۔

چنانچہ امام محمدؒ بن حزم لکھتے ہیں "المعروف فی النّسخ فی القراٰن ھو ابطال الحکم مع اثبات الخطّ فی الکتاب ان تکون الاٰیۃ النّاسخۃ و المنسوخۃ ماتبیّن فی التّلاوۃ الّا انّ المنسوخۃ لایعمل بھا۔" (ناسخ منسوخ صفحہ ۱۴۶) یعنی ایک آیت قرآن میں لکھی جا چکی ہے لیکن وہ قابلِ عمل نہیں ہے صرف اُس کی تلاوت ہی کرنی چاہئے۔ اِس پر عمل کرنے کا حکم نہیں کیونکہ منسوخ ہونیکی وجہ سے اُس کا حکم باطل ہو گیا۔ ابن خزیمۃ الفارسی نے لکھا ہے "المکتوب المتروك حُکمہٗ والعمل بہ" کہ منسوخ آیت وہ ہے جو قرآن کریم میں تو لکھی جا چکی ہے مگر اُسکا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اب اس پر عمل کرنیکی ضرورت نہیں۔

تو منسوخ الحکم اکثر آیات کو مانا جاتا ہے اور اس کی مثال پانچ سو آیات تک بتائی جاتی ہے۔ بعض نے ایک سو پچاس بعض نے بیس اور بعض نے پانچ آیات بتائی ہیں۔

منسوخ التلاوت کی عام طور پر مثال دو ہی پیش کی جاتی ہے۔ ایسا ہی منسوخ التلاوت والحکم کی بھی دو مثالیں پیش کرتے ہیں۔ (تفسیر اتقان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب ہم چند دلائل اِس بارہ میں لکھتے ہیں کہ جو قطعی ثبوت ہیں اِس امر کا کہ قرآن مجید میں ہرگز نسخ نہیں۔

اوّل۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتے ہیں اور شروع میں فرماتے ہیں "الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ (البقرہ) جو آیت قرآن کی منسوخ ہوگی وہ ھُدًی نہیں ہوگی۔ لیکن قرآن چونکہ بتمامہٖ ہدایت ہے اس لئے اِس کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔

دوم۔ سورۃ ہود میں فرمایا۔ الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ اِس آیت سے ثابت ہے کہ قرآن مجید کی تمام آیات محکم ہیں اور غیر مزالہ ہیں اور نسخ نام ہے ازالہ کا۔ پس قرآن مجید خود دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ میں نسخ نہیں۔

تیسری دلیل۔ فرمایا۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۙ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ؕ۔ ہزل کے معنے ہیں الساقط من الکلام واللغو الذی لا یعمل بہ۔ اگر قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت ہے جو قابل عمل نہ ہو تو وہ نعوذ باللہ ھزل کے ماتحت آجائیگی اور ھزل کی خدا نے خود نفی کر دی۔ لہٰذا قرآن میں نسخ نہیں۔

چوتھی دلیل۔۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ كِتٰبٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ عَزِيْزٍ حَكِيْمٍ ۔ اِس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے پاس اور اس کے اندر باطل آہی نہیں سکتا۔ تو اگر ہم نسخ کو تسلیم کریں تو گویا باطل اس کے پاس ماننا پڑے گا۔

پانچویں دلیل۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى کہ قرآن کے اندر کوئی ایسی آیت نہ تھی جو منسوخ ہو کر مٹا دی گئی ہو۔ اور اسی کی تائید میں سورۃ قیامۃ کی یہ آیت ہے۔ لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقراٰنه فاذا قراٰنه فاتبع قراٰنه۔

چھٹی دلیل۔ سورۃ آلِ عمران میں خداوند تعالےٰ فرماتے ہیں۔ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ اِس میں خدا تعالےٰ نے آیاتِ قرآنی کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ محکمات اور متشابہات۔ اور آیاتِ منسوخہ پر نہ محکمات کی تعریف صادق آتی ہے نہ متشابہات کی تعریف صادق آتی ہے۔ پس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثابت ہؤا کہ منسوخات کی تجویز اختراعی ہے۔ اگر نفس الامر میں منسوخات قرآن میں ہوتیں تو تقسیم یوں چاہیئے تھی منھنّ محکمات و منھنّ منسوخات و منھنّ متشابہات۔

ساتویں دلیل۔ سورۂ یونس میں ہے مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (ع۴) تو دو غرضیں قرآن مجید کی بیان کی گئی ہیں۔ ۱۔ تصدیق الذی بین یدیہ۔ ۲۔ تفصیل الکتٰب۔ مگر آیاتِ منسوخہ نہ تصدیق کا کام دیتی ہیں اور نہ تفصیل الکتاب کا۔ اس لئے وہ مفتریٰ من دون اللہ ہیں اور مفتریٰ من دون اللہ سے قرآن بیزار اور مبرا ہے۔

آٹھویں دلیل۔ قرآن کریم توقیفی ہے یعنی جس آیت کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ مجھ پر نازل کی گئی ہے وہ قرآن کی آیت ہوگی اور مابین الدفتین میں شامل ہوگی اسی طرح آیات منسوخہ کا بھی توقیفی ہونا لازم ہے۔ آنحضرت صلعم سے کوئی حدیث مرفوع ثابت نہیں کہ فلاں آیت فلاں آیت کے ذریعہ سے منسوخ ہے۔ جب آنحضرت صلعم سے ثابت نہیں تو کسی صحابی یا تابعی یا مجتہد کا قول معتبر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ احتمال ہے کہ ان لوگوں نے اپنے قیاس سے یہ بات کہی ہو۔ اور قیاس کو قرآن کریم میں دخل نہیں۔

جیسا کہ ہم اوپر عرض کر آئے ہیں عقیدہ ناسخ و منسوخ کے پیدا ہونے کی وجہ علماء کی غفلت اور جہالت تھی کہ جو آیت ان کو سمجھ نہ آئی اس کو منسوخ قرار دیدیا اور اس میں وہ اسقدر بڑھ گئے کہ ایسی آیاتِ کی تعداد پانچ سو بلکہ اس سے بھی زائد تک پہنچا دی۔ مگر ان میں تطبیق دینے یا تاویل کرنے کی کوشش نہ کی۔ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحبؒ محدث دہلوی نے اس طرف توجہ کی اور وہ آیات جن کو منسوخ کہا گیا تھا اُن کی تاویل و تطبیق کی کوشش کی مگر پانچ آیات اُن سے بھی حل نہ ہو سکیں اور اپنی کتاب "فوز الکبیر" میں اپنی اس کوشش کے بعد لکھا کہ "علی ما حررنا لا یتعین النسخ الا فی خمس اٰیاتٍ"۔

اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر جہاں اور غلط عقائد کی بیخ کنی کر کے اسلام کے چہرہ کو منور (جیسا کہ پہلے تھا) چمکتا دمکتا لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا "حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی تکذیب لازم آتی ہے۔" (الحق لدھیانہ ص۹۱) اس لئے کہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

كَثِيْرًا۔ اور نسخ فی القرآن ماننے سے اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ جس سے قرآن پاک، مبرّا اور منزّہ قرار دیا گیا ہے۔ پس قرآن حکیم میں ناسخ و منسوخ نہیں ہے۔

ہم عامۃ المسلمین سے عرض کرتے ہیں کہ جیسا کہ مندرجہ بالا دلائل سے یہ امر بپایۂ ثبوت پہنچ گیا ہے کہ قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ کو ہرگز دخل نہیں۔ اسلام اور قرآن پر یہ خطرناک دھبہ لازم آتا ہے۔ پس آپ لوگ اس نہایت ہی غلط عقیدہ کو چھوڑ کر قرآن پاک کو کامل کتاب اور تا قیامت اس کے ہر حکم کو واجب العمل مطابق فرمان خداوندی سمجھیں کہ اسی سے قرآن کریم کی حقیقی شان ظاہر ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام (ازالۂ اوہام ص۲۱۹) میں فرماتے ہیں:۔

"قرآن کریم وہ یقینی اور قطعی کلام ہے جس میں انسان کا ایک لفظ یا شعشہ تک کا دخل نہیں اور وہ اپنے الفاظ، معانی کے ساتھ خدا تعالیٰ ہی کا کلام ہے اور کسی فرقۂ اسلام کو اس کے ماننے سے چارہ نہیں۔ اس کی ایک ایک آیت اعلیٰ درجہ کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے اور وحی متلو ہے جس کے حرف حرف گنے ہوئے ہیں۔ وہ بباعث اپنے اعجاز کے بھی تبدیل و تحریف سے محفوظ ہے۔" (ازالۂ اوہام ص۲۱۹)

پس قرآن کریم میں کوئی آیت بھی منسوخ اور ایسی نہیں کہ اب وہ قابلِ عمل نہ رہی ہو۔ بلکہ سارے کا سارا قرآن پاک قیامت تک قابلِ عمل ہے اور اس کا کوئی لفظ بلکہ شعشہ تک بھی منسوخ نہیں۔ کیونکہ یہ کتاب تنزیل من عزیز حکیم ہے۔ ورنہ اس کے نازل کرنے والے حکیم خدا پر حرف لازم آتا ہے۔ اور قرآن پاک کی اعجازی شان کا انکار لازم آتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذٰلک)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُسلِم نُمایہود کیلئے مثیلِ مسیحؑ کا ظہور!

—:(۲):—

(از مولوی دوست محمدؐ صاحب متعلم جامعہ احمدیہ۔)

ناظرین کرام!!! آپنے گذشتہ صفحات میں مدعیانِ اسلام کی رقم کردہ تحریرات کی روشنی میں مشاہدہ فرمایا کہ رسول مقبول صلعم کی متذکرۃ الصدر پیشگوئی کس طرح غیر معمولی رنگ میں تیرہ سو سال کے انتہائی طویل عرصہ بعد موجودہ زمانہ میں پوری شان کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی۔ نیز آپنے معلوم کیا کہ مسیح ناصریؑ کی آمدِ ثانی برُوزی رنگ میں اِسی اُمّت کے ایک کامل فرد کی ذات کیساتھ وابستہ کی گئی تھی۔ اور یہ اُس آنے والے مامور کو بعض خاص اہم وجوہات کی بنا پر مسیح ابن مریمؑ سے ہی موسوم کر دیا گیا تھا اور بالآخر آپنے آنحضرت صلعم کی اس دوسری خبر کے مطابق اس مقدس وجود کو قادیان ایسی گمنام بستی سے جلوہ گر ہوتے بھی ملاحظہ فرمالیا۔ اب جبکہ یہ تمام امور کمال صفائی سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہو چکے اِس ضمن میں ایک نہایت ہی اہم سوال باقی یہ رہ جاتا ہے کہ مسیحِ محمدیؐ کو مسیحِ ناصریؑ سے وہ کونسی شدید مشابہات و مماثلات حاصل ہیں جن کے باعث اِس موعود وجود کے ظہور کو خود مسیح ابن مریمؑ کے نزول اور بعثت ہی کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا تھا۔

سو اوّل تو جیساکہ مسیحی مصنفین کو بھی مسلم ہے حضرت مسیحؑ کے اکثر حالات و واقعات نامعلوم ہونیکی وجہ سے مُدّتوں پردۂ اخفاء میں مستور و محجوب چلے آتے ہیں اور پھر ہم تک پہنچنے والے واقعات بھی قطعاً رنگ آمیزی سے مبرّا نہیں ہیں۔ اندریں حالات صاف مترشح ہے کہ تمام مشابہات کو مکمل شکل میں دائرۂ تحریر میں قلمبند کر دینا اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے۔ اور اے کاش ہمیں تمام حالات و واقعات سے اطلاع ہوتی تو ہم بھی ان سربستہ رازوں کو مسیح محمدیؐ کے وجودِ باجود میں ایک مرتبہ پھر منکشف ہوتے دیکھ کر اپنے ایمانوں کو تازہ کرنیکی سعادت حاصل کرلیتے۔

سلہ احسن الاذکار صہ ۲۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن تاہم مرورِ زمانہ کے باوجود جس قدر بھی یہ حالات ہم تک پہنچ سکے ہیں خود انہیں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک نکتہ رس عارف انسان کے لئے اِس حقیقت کا کسی حد تک موازنہ کرنے کے واسطے بہت کچھ سامان موجود ہے۔

چنانچہ آئندہ سطور میں انہی محدود معلومات کے پیشِ نظر مختصراً دیگر تمام فروعات و تفصیلات کو یکقلم قطع کرتے ہوئے چند ضروری اور اہم مشابہات پیش کی جاتی ہیں۔ اور مجھے امید ہی نہیں یقینِ کامل ہے کہ اگر ہمارے محترم کرم فرما احباب اِن پیش کردہ گذارشات کو بغورِ مطالعہ ملاحظہ فرمانے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے تو نہ صرف ان کے قلوب اِس پرمعرفت جام سے لبریز ہو جانے کے بعد عجیب طور پر لطف اندوز ہوں گے بلکہ جہاں یہ تمام تر تذکرہ ان کے لئے باعثِ صد خیر و برکت اور موجبِ علم و عرفان ہوگا وہاں یہ محیر العقول غیر منقطع تسلسل جو پیدائش سے بہت عرصہ قبل شروع ہوتا اور مابعد الوفات تک یکساں طور پر جاری نظر آتا ہے انہیں کسی طرح بھی ورطۂ حیرت میں ڈالے بغیر نہ رکھ سکے گا۔

کتبِ سابقہ میں مختلف پیشگوئیاں

مسیحِ محمدی اور مسیحِ ناصری کے مابین سب سے پہلی لیکن نہایت ہی عجیب مماثلت یہ پائی جاتی ہے کہ اگر مسیح علیہ السلام کے متعلق یہود کے صحائف میں مختلف پیشگوئیاں مدتوں سے چلی آرہی تھیں تو اِس کے مقابل پر نہ صرف کتبِ اسلام میں بلکہ دیگر غیر مذاہب کی کتب میں بھی مسیح موعودؑ کے متعلق کثرت سے اخبار و علامات موجود ہیں۔ اور اس طرح یہ دونوں مسیح محض مامور ہی نہیں موعود مامور ہیں۔ امید ہے کہ بطور مثال ذیل میں چند ایسے مشترک امور کا تذکرہ جو مسیحینؑ کے متعلق کی جانیوالی پیش خبریوں میں مساوی طور پر نظر آتے ہیں، دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

پیدائش یسعیاہ میں مسیح ناصریؑ کی پیدائش کے متعلق لکھا ہے کہ "کنواری بیٹا جنے گی"۔ دوسری طرف حضرت محی الدین ابن عربیؒ[1] کی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعودؑ توام طور پر پیدا ہوں گے۔

نام جہاں مسیحؑ کے نام سے بھی کتبِ سابقہ[2] میں خبر دی گئی تھی وہاں قرآن مجید اور ویدوں[3] کے علاوہ احادیث[4] کی متعدد کتب میں آنیوالے مسیحؑ کا نام احمدؑ بتلا دیا گیا۔ تا مسیحِ محمدی کو اِس

[1] فصوص الحکم صفحہ ۸۳۔ [2] یسعیاہ نیز پیدائش ۴۹۔ [3] اتھروید سوکت ۱۱۵ منتر ۱۔ [4] اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رنگ میں بھی مسیح ناصری سے تطابق حاصل ہوسکے۔ پھر عجیب تر یہ کہ شیعہ حضرات کی ایک مشہور کتاب[1] میں تو اشارۃً غلام احمدؐ کے نام سے ہی اُسے موسوم کیا گیا ہے۔

مقام
میکا نبی نے مسیح ناصری کی پیدائش کا مقام بذریعہ علمِ الٰہی بیت اللحم قرار دیا تھا اور احادیث[2] میں کدعہ بستی کو مسیح موعود کا مسکن کہا گیا ہے۔ ویدوں[3] میں تو صاف قدون کا لفظ موجود ہے۔

خاندان
بائیبل[4] میں مسیح ناصریؑ کو یہودا کے خاندان کی طرف منسوب کیا گیا تھا اور آنحضرت صلعم نے مسیحِ موعودؑ کے متعلق فرمایا کہ وہ سلمان فارسیؓ کی قوم[5] میں سے ہوگا۔

(نوٹ) مندرجہ بالا پیش کردہ مشابہات صرف اِس بناء پر قابلِ تسلیم ہوسکتی ہیں جبکہ مسیحی لٹریچر کے اِن معتقدات کو درست تصور کر لیا جاوے بصورتِ دیگر نہیں۔

نشان
مسیح ناصریؑ کے متعلق اِن الفاظ میں پیشگوئی کی گئی تھی کہ "مسیح اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کر دے گا[6]" اسی طور پر مسیحِ محمدیؐ کے لئے بھی آنحضرتؐ نے ایک نشان یہ مقرر فرمایا تھا کہ اسکے سانس کے ذریعہ کفار دم بخود ہو کر رہ جائیں گے[7]۔

لفظ نزول
اِن پیشگوئیوں کے ضمن میں ایک عجیب امر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مسیحوں کی بعثت کو سابقہ نوشتوں میں نزول کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اُن کی آمد کو ایک سابقہ نبی کی آمد سے وابستہ کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ ایلیاؑ کے متعلق لکھا تھا کہ "وہ بگولے میں آسمان پر چلا گیا[8]" اسی وجہ سے شاگردوں نے حضرت مسیحؑ سے استفسار کیا کہ:-

"پھر فقیہہ کیوں کہتے ہیں کہ ایلیا کا پہلے آنا ضرور ی ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ایلیا البتہ آوے گا اور سب کچھ بحال کرے گا۔ لیکن مَیں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیا تو آچکا اور اُس کو انہوں نے پہچانا نہیں[9]"

ایک دوسرے مقام پر مسیح علیہ السلام یوں جواب دیتے ہیں کہ آسمان پر کوئی نہیں گیا سوائے اسکے جو کہ اس سے نازل ہوُا ہے۔

پس اِس لحاظ سے ضروری تھا کہ آنے والے مسیح کو لفظ نزول سے یاد کیا جاتا اور آئندہ مسلمان بھی یہود کی طرح اس مامور کے لئے آسمان سے اُترنا فرض قرار دے کر ایمان سے محروم رہ جاتے اور

۱؎ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۹ ۲؎ جواہر الاسرار صفحہ ۵۶ ۳؎ اتھروید سوکت ۹۷ منتر ۳ ۴؎ میکا ۵؎ بخاری زیر تفسیر آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ.....
۶؎ یسعیاہ باب ۱۱ آیت ۴ ۷؎ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۷ ۸؎ مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵ ۹؎ سلاطین باب ۲ آیت ۱۱ ۱۰؎ متی باب ۱۷ آیت ۱۰ تا ۱۲؀

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر مسیح علیہ السلام کی طرح مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے بھی لفظ نزول کی اِس باطل توجیہہ کو پاش پاش کرکے اس کے صحیح مفہوم کو پیش کیا جاتا۔ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ع

ابن مریم ہوں مگر اُترا نہیں ہوں چرخ سے

اہلِ عالم کی تصویر ——— طلوعِ آفتاب سے قبل

مذہبی پہلو سے مسیح ابن مریمؑ کی بعثت سے قبل بنی اسرائیل سینکڑوں ہی نہیں ہزاروں مفاسد میں مبتلا نظر آتے ہیں بعینہٖ یہی کیفیت مسیح موعودؑ کے زمانہ ظہور سے قبل مسلم نما یہود کی تھی۔ یہ مضمون قبل ازیں تحقیقی رنگ میں بیان ہو چکا ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں مختصراً اتنا جان لینا ہی کافی ہے کہ مسیحِ موسوی اور مسیحِ محمدی کا زمانہٴ بعثت آپس میں شدید طور پر مشابہت رکھتے ہیں۔ اور پھر جبکہ ارضِ حرم ہی کی یہ حالت ہو کہ:۔

"اگر آسمان سے روزانہ چالیس ہزار فرشتے ..... سرزمینِ حرم محترم پر اُترتے ہیں تو اس کے ساتھ دُنیا بھر کی بداخلاقی، بے حیائی کا نچوڑ اور عطر بھی اس پاک زمین میں موجود ہے۔" (ہمدم ۲۰ راپریل ۱۹۲۴ء)

تو باقی دُنیا کا تو اللہ ہی حافظ ہے ع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مُسلمانی

سیاسی نکتۂ نگاہ کے لحاظ سے بنی اسرائیل کے علاوہ دیگر قومیں برسرِ اقتدار ہو چکی تھیں لیکن یہود اس تمام شان و شوکت سے بکلی محروم ہو چکے تھے۔ اسی طرح باقی دُنیا تو بامِ فلک پر ہے لیکن خود مسلمان بُری طرح قعرِ مذلت میں گرے ہوئے ہیں۔ اہلِ اسلام کی سابقہ ترقی اور موجودہ کس مپرسی کا صحیح فوٹو ہم حکیم ضمیر الحق صاحب قیس کے الفاظ کی روشنی میں پیش کرتے ہیں ؎

"ہماری خاکپا قوت وہ چشمِ بصیرت تھی ٭ خجل تھا اس کے ذرہ ذرہ میں کحلِ سلیمانی
ہمیں تھے منبعِ علم و ہُنر سارے زمانہ میں ٭ ہمیں رہتے تھے ہر دم موردِ افضالِ یزدانی
جُھکی رہتی تھی سب کی گردنِ تسلیم خدمت میں ٭ سلاطینِ عظام آ آ کے کرتے تھے مگس رانی
نہ آنکھوں میں جگہ دیتے فلاطون و ارسطو کو ٭ دکھانے پر جو آجاتے تھے علموں کی فراوانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر افسوس یہ سب ہو گئیں اب خواب کی باتیں ÷ نظر آتا نہیں کچھ بھی جز انبوہ پریشانی
ذرا سی آنکھ جھپکا کر لٹے یوں دن دہاڑے ہم ÷ ہوئی کیسی یہ غفلت ہائے قسمت ہائے نادانی
خفا اقبال آزردہ ہنر جاہ و حشم دشمن ÷ بھلا کیونکر نہ ڈھونڈیں ہم طریقِ عالمِ فانی
ذلیل و خوار و رسوا ہو رہے ہیں سب کی نظروں میں ÷ نگاہیں خندہ زن ہیں دیکھ کر یہ خانہ ویرانی
کہاں تک شکوۂ بیسود بس کر اے دلِ ناداں ÷ بہت کچھ رو چکا اب ختم کر یہ مرثیہ خوانی

(رپورٹ جلسہ مذاکرہ علمیہ آرہ سال پنجم ۱۸۹۵ء)

ایک "عجیب خیال" اور "حیرت افزاء بات"

مسیح کے زمانہ کے متعلق لکھا ہے :-

"اُس زمانہ میں تمام دُنیا کی مختلف قوموں میں ایک عجیب خیال یہ پیدا ہوا کہ ایک نجات دہندہ پیدا ہونے والا ہے جو ہمیں اپنی مصیبتوں سے، تکلیفوں سے، شیطان کی بدقوتوں سے بچائے گا۔"[۱]

اسی امر کو پادری جے پیٹرسن سمائتھ صاحب نے "حیرت انگیز" قرار دیتے ہوئے لکھا ہے :-

"مگر جس شخص کو اس کا علم نہیں اس کے لئے یہ نہایت قابلِ لحاظ اور حیرت انگیز بات ہے کہ مسیح کی آمد کے وقت اس زمانے کے یہودی سخت انتظار میں پھیل رہے تھے۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ دُنیا کی تواریخ میں ایسی عجیب اور حیرت افزاء بات نہیں ملتی۔"[۲]

لیکن یہ امر صرف یہودی دُنیا سے ہی مخصوص نہیں۔ اگر موجودہ زمانہ میں مسیح موعودؑ کی بعثت کیلئے مختلف اقوام کی حد درجہ تک آہ و پکار کو مدنظر رکھا جائے تو اس کے مقابل پر یہودیوں کا یہ انتظار کچھ بے حقیقت سا معلوم دیتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اِس مختصر مقالہ میں ان تفاصیل کی قطعاً گنجائش نہیں تاہم اِس سلسلہ میں چند تحریرات درج کی جاتی ہیں :-

مسیحی قوم کی پکار

ایک مشہور عیسائی مسٹر جے۔ ایچ میور اپنی بیتابی کا اِس رنگ میں اظہار کرتا ہے :-

"ہمیں سچے نجات دہندہ کی ضرورت ہے۔ ہاں ایسے نجات دہندہ کی جو ہمیں ان بیڑیوں سے آزاد کر دے کہ جنمیں ہم بچپن ہی سے جکڑے جاتے ہیں۔" (علم الاخلاق اور تعلیم صفحہ ۹)

۱؎ واقعاتِ مسیح صفحہ ۲۵ ۔ ۲؎ احسن الاذکار صفحہ ۲۳ ÷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوؤں کی بیقراری :-

اب وقتِ مسیحائی ہے گوکل کے گوالے
بیمار ترے نزع میں لیتے ہیں سنبھالے
مولا تیرے بھارت میں گڑے غیر کے جھنڈے
آقا تیرے بندوں کو پڑے جان کے لالے
کہنا یہ اس بندہ نواز دو جہاں سے
اے نند کے لختِ جگر اے بانسری والے
وعدہ پہ ترے زندہ ہیں ابتک تیرے شیدا
کیا دیر ہے آغوشِ محبت میں بٹھا لے
ورنہ تیری اُمت کا ٹھکانہ نہ ملے گا
آنے کا تجھے کوئی بہانہ نہ ملے گا

(اخبار ہندو ۷ ار اپریل ۱۹۳۰ء)

اہلِ اسلام کا اضطراب

جناب شرف الشعراء صوفی صدیقی صاحب میرٹھی فرماتے ہیں ؎

یا حبیب اللہ! سن لیجے خدا کے واسطے
آئے ہیں ہم داستانِ غم سُنانے کے لئے
حضرتِ عیسےٰ نہ آئے اب تو پھر کیا آئیں گے
مذہب اسلام کا سکہ جمانے کے لئے
ظلم و استبداد کی یا شاہ بس حد ہو چکی
اب تو رہبر کی ضرورت ہے زمانے کے لئے

(مدینہ ۹ مئی ۱۹۲۲ء)

آنے والے آزمانے کی امامت کے لئے
مضطرب ہیں تیرے شیدائی زیارت کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُٹھ دکھا گم گشتہ راہوں کو صراطِ مستقیم
اِک زمانہ کو ہے میرِ کارواں کا انتظار
(زمیندار ۹ مارچ ۱۹۲۵ء)

ولادتِ باسعادت

اس عنوان کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ ذیل امور میں مماثلت رکھتے ہیں:۔

۱۔ اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح ناصری علیہ السلام ایک نہایت جابر بادشاہ ہیرودیس کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ اسی طرح مسیح موعودؑ بھی سکھوں کے نہایت ظالمانہ عہد میں پیدا ہوئے تھے

۲۔ تاریخ بائیبل صفحہ ۲۶۲ میں مذکور ہے کہ اس جابر بادشاہ کی سختی کے باعث حضرت مسیحؑ کے خاندان کو مصر میں پناہ گزین ہونا پڑا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کو بھی قادیان سے نکال دیا گیا اور یہ مصیبت کے ایام انہیں ریاست کپورتھلہ میں بسر کرنے پڑے۔ لیکن بالآخر مسیحؑ کے خاندان کی مانند انہیں پھر اپنے گاؤں میں رہنا نصیب ہوا۔

۳۔ حضرت مسیحؑ حضرت داؤدؑ کی نسل سے تعلق رکھتے تھے[1] اور آپؑ کا خاندان شاہی تھا۔ دورِ زمانہ کے باعث انہیں کسی شان و شوکت سے حصہ نہ ملا تھا۔ اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعودؑ کی بھی یہی کیفیت تھی۔ چنانچہ حضورؑ اسی امر کے متعلق اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ لیکن میری پیدائش کے دنوں میں اُن کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا اور یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ میں نے اُن کے مصائب کے زمانہ سے کچھ بھی حصہ نہیں لیا۔ اور نہ اپنے دوسرے بزرگوں کی ریاست اور ملک داری سے کچھ حصہ پایا۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح جن کے ہاتھ میں صرف نام کی شہزادگی بوجہ داؤدؑ کی نسل سے ہونے کی تھی اور ملک داری کے اسباب سب کچھ کھو بیٹھے تھے ایسا ہی میرے لئے بگفتن یہ بات حاصل ہے کہ ایسے رئیسوں اور ملک داروں

[1] چنانچہ حضرت مریمؑ کے متعلق لکھا ہے:۔

"وہ حسب و نسب کے اعتبار سے داؤد کی نسل اور عبرانی بادشاہوں کے پرانے خاندان سے علاقہ رکھتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ انقلاباتِ روزگار کے سبب سے وہ اور اُس کا خاندان تنگدستی اور ہیچ میرزی کی حالت میں گرفتار ہے۔" (تاریخ بائیبل صفحہ ۴۵۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی اولاد میں سے ہوں شاید اس لئے ہؤا کہ یہ مشابہت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیساتھ پوری ہو۔" (کتاب البریہ ص۱۴۷ حاشیہ)

۴۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام مریم تھا۔ اور مریم عبرانی لغت[۱] کے لحاظ سے سمندر کے ستارہ کو کہتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی والدہ محترمہ کا نام چراغ بی بی ہے۔ اور ان دو اسماء کو مدنظر رکھتے ہوئے صاف ظاہر ہے کہ دونوں نام روشنی کا مفہوم اپنے اندر جمع رکھنے کے باعث ایک حد تک مشابہت کا پہلو رکھتے ہیں۔ ہاں یاد رہے کہ یہ دونوں نام اپنے طور پر باریک اشارات پر مشتمل ہیں۔ اس وجہ سے یہ اعتراض نہیں وارد ہو سکتا کہ لفظی لحاظ سے کیونکر اس قدر اختلاف معلوم دیتا ہے۔ کیونکہ اس امر میں بھی بعینہٖ وہی حکمت موجود ہے جو سرورِ کائنات کو سورج کی بجائے سراجِ منیر قرار دینے میں مضمر نظر آتی ہے۔

۵۔ حضرت مسیحؑ بوجہ بے باپ ہونے کے بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے اسی طرح مسیح موعودؑ بھی قریشی نہیں فارسی النسل ہیں۔ چنانچہ سلسلہ کے مشہور معاند مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈووکیٹ اہلحدیث کی گواہی اس بارہ میں یہ ہے:۔

"مؤلف براہین احمدیہ" قریشی نہیں فارسی الاصل ہے۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۷ ص۱۹۳)

۶۔ اگر مسیحِ ناصری کی بن باپ پیدائش ایک نشان تھی تو کیا حضرت مسیح موعودؑ کا توام پیدا ہونا جبکہ اس کے متعلق قبل ازیں پیشگوئی بھی کی گئی تھی۔ آیتِ خداوندی نہیں؟ اور طریق پیدائش کا یہ اختلاف بھی بلاوجہ نہیں بلکہ ان ہر دو کی پیدائش مختلف رنگ میں چند لطیف رموز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھو حضرت اقدسؑ کی کتاب خطبہ الہامیہ)

۷۔ ایک مشہور پادری بابا پدمن جی اپنی شہرۂ آفاق تصنیف (Life of Jesus Christ میں مسیح ناصریؑ کی پیدائش کے ذکر کے ضمن میں لکھتے ہیں:۔

"ابھی اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ فروری سنہ ۵ء رومی میں مسیح کی ولادت ہوئی۔"

(واقعات مسیح مترجم مسٹر حسام الدین صاحب ص۱۹)

نیز ڈاکٹر موشائم نے The History of the Church نامی کتاب میں لکھا ہے کہ یسوع مسیح جمعہ کے دن پیدا ہؤا تھا۔

اگر یہ تحقیقات صحیح ہوں تو زہے قسمت!!! میرے محبوب مسیحِ قدنیؑ کی ولادت باسعادت کا ماہ مبارک

[۱] بحوالہ صداقت مریمیہ ص۲۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی یہی ہے اور اسی روز حضرت اقدسؑ کی پیدائش ہوئی ۔ فسبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم ۔

۸ ۔ مسیح ناصریؑ کی طرح مسیحِ محمدیؑ بھی ایک گمنام بستی میں پیدا ہوئے ۔

۹ ۔ یہود نامسعود نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو اپنی شرمناک ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ، ولد الزنا قرار دیا ۔ اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام کے کئی مخالفین[1] نے آپؑ کو انہی الفاظ سے یاد کر کے ایک طرف اپنی یہودیت کا پورا پورا ثبوت بہم پہنچا دیا تو دوسری طرف حضرت اقدسؑ کے مسیحِ ناصریؑ کے مقابل پر ایک اور مماثلت کو پورا کر دیا ہے ۔

عہدِ طفولیّت

مسیح ناصریؑ ۔ مسیح ناصری جبکہ بارہ برس کی عمر میں ناصرہ آتے ہوئے گلیلی قافلہ میں اپنے والدین کے ہمراہ جا رہے تھے تو آپؑ قافلہ کو چھوڑ کر یروشلم کے ہیکل میں چلے گئے آخر بہت تلاش کے بعد جب یوسف اور حضرت مریمؑ اُس جگہ پہنچے تو ان کے استفسار کے ضمن میں آپؑ نے نہایت معصومانہ انداز سے جواب دیا "تم مجھے کیوں ڈھونڈتے ہو ۔ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے ماں باپ کے ہاں رہنا بھی ضروری ہے ۔" (تاریخ بائیبل صفحہ ۲۶۳) اس جواب کو خواہ کن معنوں پر ہی محمول کر لیا جاوے بہر حال یہ واقعہ حضرت مسیحِ ناصریؑ کے بچپن کے پاکیزہ خیالات و جذبات پر بہت حد تک روشنی ڈالتا ہے ۔

مسیحِ محمدیؑ ۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی جو آپؑ کے سوانح نویس ہیں آپؑ کے سوانح میں ایک عجیب واقعہ جو آپؑ کی بچپن کی عمر کے متعلق ہے تحریر کرتے ہیں کہ :-

"جب آپؑ کی عمر نہایت چھوٹی تھی تو اُس وقت آپؑ اپنی ہم سن لڑکی کو جس سے بعد میں آپؑ کی شادی بھی ہو گئی کہا کرتے تھے کہ "نامرادے دُعا کر کہ خدا میرے نصیب نماز کرے ۔"

اِس فقرہ سے جو نہایت بچپن کی عمر کا ہے پتہ چلتا ہے کہ نہایت بچپن کی عمر سے آپؑ کے

---

[1] احسن الاذکار صفحہ ۱۷ ۔ [2] دیکھو محمد حسین بٹالوی ۔ "اشاعۃ السنۃ" ۲تا اغایت ششم جلد شانزدہم ۱۸۹۳ء عبد الحکیم مرتد "اعلان الحق" صفحہ ۳ ۔ محمد علی بوپڑی ۔ "صوتِ ربانی بر سرِ دجال قادیانی" ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دل میں کیسے جذبات موجزن تھے ؟ کیونکہ اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی آپؑ تمام خواہشات کا پورا کرنیوالا خدا تعالیٰ کو ہی سمجھتے تھے۔ نماز پڑھنے کی خواہش کرنا اور اس خواہش کو پورا کرنے والا خدا تعالیٰ کو ہی جاننا اور پھر اس گھر میں پرورش پاکر جس کے چھوٹے بڑے دُنیا کو ہی اپنا خدا سمجھ رہے تھے؛ ایک ایسی بات ہے جو سوائے کسی ایسے دل کے جو دُنیا کی ملونی سے ہر طرح پاک اور دُنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دینے کے لئے خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو نہیں نکل سکتی۔[1]

مسیحِ ناصریؑ۔ "آپؑ نے کسی مدرسہ میں باقاعدہ طور پر تعلیم حاصل نہیں کی" (واقعاتِ مسیح ص۵۶)

مسیحِ محمدیؑ۔ حضرت اقدسؑ نے بھی کسی سکول میں تعلیم حاصل نہیں کی۔

مسیحِ ناصریؑ۔ مسیح علیہ السلام نے اپنے والدین کی تابعداری کرتے ہوئے نجاری کا کام کیا۔
(تاریخ بائیبل ص۲۶۳)

مسیحِ محمدیؑ۔ حضورؑ نے اپنے والد مکرم کے ارشاد پر سیالکوٹ شہر میں چار سال ملازمت کی اور اس کے بعد اُن کے مقدمات میں کچھ عرصہ تک پیروی کی۔

مسیحِ ناصریؑ۔ آپؑ نے تیس سال تک گمنامی کی زندگی بسر کی۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "قریباً تیس سال تک ناصرہ خدا کے مجسم بیٹے کا مسکن رہا اور معتبر تاریخ میں اس عرصہ کے صرف ایک واقعہ کا پتہ ملتا ہے یا یوں کہیں سینتیس برس کے سبز باغ میں سے صرف ایک ہی پھول ہمکو نصیب ہوتا ہے۔" (تاریخ بائیبل ص۲۶۳)

مسیحِ محمدیؑ۔ ؎ ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
(المسیح الموعودؑ)

مسیحِ ناصریؑ۔ علیحدہ مقام پر راتوں دُعا کرتے تھے۔ (تاریخ بائیبل ص۲۶۸)

مسیحِ محمدیؑ۔ کثرت سے دعائیں کرتے اور ہر وقت مسجد میں تلاوتِ قرآن فرماتے رہتے تھے۔ مزید برآں کہ اس دوران میں چھ ماہ تک لگاتار روزے بھی رکھے۔

مسیحِ ناصریؑ۔ انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے ایک معجزہ کے نتیجہ میں "لوگوں نے تعجب کرکے کہا کہ اسرائیل میں ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا" (متی)

---

[1] سیرت مسیح موعودؑ ص۲ مصنفہ حضرت مصلح موعود۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیح محمدیؐ۔ جس وقت حضورؑ نے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:۔

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایک ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آیندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللّٰہ یحدث بعد ذٰلک امراً۔"

(رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۹ صفحہ ۱۱)

دعوئے مسیحیت کا آغاز!

۱۔ یہودی تاریخ[۱] کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام حضرت موسےٰؑ کی ولادت کے بارہ سو بہتر[۱۲۷۲] برس بعد پیدا ہوئے اس کے مقابل ایک نہایت عجیب اور حیران کن مشابہت حضرت مسیح موعودؑ کو یہ حاصل ہوئی کہ آنحضرت صلعم کے دعوئے نبوت[۲] کے ٹھیک ۱۲۷۲ سال بعد خدائے عزّ وجل کی طرف سے آپؑ کو عیسےٰؑ کے معزز خطاب سے بذریعۂ الہام سرفراز فرمایا گیا۔ اور عجیب تر امر یہ ہے کہ اگرچہ سلسلۂ الہامات کئی برس سے جاری تھا لیکن خدا تعالےٰ کی بے نظیر مصلحت کے بموجب عیسیٰ ابن مریم کا خطاب اس سے قبل آپؑ کو عطا نہیں کیا گیا۔ تا حضرت اقدسؑ کو زمانی لحاظ سے بھی ایک دوسرے رنگ میں مثیل مسیح ثابت کیا جا سکے۔ یہ ایک حیرت انگیز امر ہے اور طالب صادق انسانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے تعجب افزا نشان۔ لیکن کاش کوئی غور کرنے کے لئے تیار ہو سکے؟

۲۔ اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اوّل پر اپنی بعثت کے ابتدائی ایام میں نہ کھلا تھا کہ خدا نے انہیں مسیح بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ آپؑ نے اپنی بعثت کے دوسرے سال حواریوں سے پوچھا کہ لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں؟ نیز دریافت کیا کہ تمہارے نزدیک میرا کیا مقام ہے۔ اس پر شمعون نے جواباً کہا کہ تو مسیح ہے۔ اس موقعہ پر حضرت مسیح کہتے ہیں کہ تجھ پر خود خدا نے یہ راز منکشف فرمایا ہے۔ لیکن ہاں ابھی "کسی سے نہ کہنا کہ میں یسوع مسیح ہوں۔" (متی باب ۱۶) اسی طرح مسیح ثانی سے ہوا کہ پہلے دو سال تو حضورؑ کو اس بات کا قطعاً علم نہ تھا کہ آپؑ مسیح ہیں۔ بعد ازاں ۱۸۹۰ء کے آخر میں

---

[۱] بحوالہ تشحیذ الاذہان اگست ۱۹۲۰ء نیز جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۔ [۲] آنحضرتؐ کی پیدائش بحساب سن عیسوی ۵۷۱ء ہے اور دعوئے نبوت چالیس سال بعد یعنی ۶۱۱ء۔ اب ۶۱۱ء میں ۱۲۷۲ سال جمع کرنے سے ۱۸۸۳ء بنتا ہے اور یہی وہ سال ہے جس میں سب سے قبل آپکو مسیح ابن مریم کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ مزید مشاہدہ کیلئے "تذکرہ" دیکھئے۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب وقت آیا تو خدائے علیم نے اس مخفی حقیقت کو آپ پر کھول دیا۔ (ملخصاً از تحفہ شہزادہ ویلز صفحہ ۵۹)

۳۔ متی باب ۲ آیت ۱ میں لکھا ہے کہ مسیح کی ولادت کے وقت ایک ستارہ طلوع ہوا جس کو دیکھکر لوگ پورب سے اس پیدا ہونے والے بچہ کو تلاش کرتے ہوئے بیت اللحم میں آپہنچے۔ چنانچہ یہ مشابہت اس رنگ میں پوری ہوئی[1] ...... کہ آنحضرت ؐ کے ارشاد کے مطابق مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عجیب قسم کا ذوالسنین ستارہ آسمان پر دکھائی دیا اور پھر مزید یہ کہ پہلے ستارہ کی طرح یہ ستارہ بھی مشرقی جانب سے نمودار ہوا۔ اس کے علاوہ لوگوں کا پورب کی طرف سے مسیح ناصری ؑ کو دیکھنے کے لئے صرف اس بناء پر آنا کہ انہیں ایک نیا ستارہ نظر آیا تھا بیّن طور پر اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یقینی رنگ میں سابقہ صحائف میں اس علامت کی قبل از وقوع اطلاع دیدی گئی تھی۔ پس لامحالہ اس کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ اسی امر کی طرح مسیح موعود ؑ کے زمانہ میں طلوع ہونے والے دنبالہ دار ستارے کی آنحضرت صلعم نے پہلے سے ہی خبر دیدی تھی۔

۴۔ مسیح ناصری ؑ بنی اسرائیل کے سب سے بڑے گھرانے کے ایک عظیم الشان نبی کے تابع تھے تو مسیح محمدی ؑ بنی اسماعیل کے شریف ترین خاندان میں مبعوث ہونیوالے بے نظیر رسول ؐ کی شریعت کے متبع تھے۔ ایک دوسرے پہلو کے لحاظ سے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مسیح ؑ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے تابع تھے اور حضرت اقدس ؑ مثیلِ موسےٰ ؑ کے۔

۵۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ "سید احمد صاحب ؒ کا وجود ہم سے قبل ایسا ہی تھا جیسا کہ عیسیٰ بن مریم سے قبل حضرت یحیٰی ؑ نبی کا وجود۔ انہوں نے سکھوں سے جہاد کیا اور مسلمانوں کو اُن کے مظالم سے بچانے کی کوشش کی۔ مگر انگریزوں کے خلاف انہوں نے کوئی جنگ نہیں کی۔" (ذکر حبیب ؓ صفحہ ۲۰)

نیز ایک دوسرے رنگ میں یہی مشابہت حضور ؑ یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"جس طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے پہلے یوحنا نبی خدا تعالیٰ کی تبلیغ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے اسی طرح ہم سے پہلے اس ملک پنجاب میں سید احمد صاحب ؒ توحید کا وعظ کرتے ہوئے سکھوں کے زمانہ میں شہید ہوگئے۔ یہ بھی ایک مماثلت تھی جو خدا تعالیٰ نے پوری کردی۔" (ذکر حبیب ؓ صفحہ ۱۴۹)

۶۔ مسیح محمدی ؑ اور مسیح ناصری ؑ دونوں ہی اپنے متبوع نبی کی امت میں سے تیرھویں عظیم الشان

---

[1] اخبار جریدہ روزگار کلکتہ ستمبر ۱۸۸۲ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلیفہ ہیں۔ اور اگر زمانے کو مدنظر رکھا جائے تو یہ چودہویں صدی کے مامور ہیں۔

۷۔ یروشلم حضرت مسیح علیہ السلام کی تبلیغ کا مرکز تھا اور دوسری جانب قادیان کو بائیبل کی رو سے نیا یروشلم بتلایا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے :۔

"پھر میں نے ایک نئے آسمان اور نئی زمین کو دیکھا۔۔۔۔ پھر میں نے شہر مقدس نئے یروشلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اترتے دیکھا۔" (مکاشفات باب ۲۱ آیت ۱۔ نیز یسعیاہ باب ۶۵ آیت ۱۷)

اس آیت میں "نئے یروشلم" کے الفاظ سے مسیح موعود کی اسی پاک بستی کی طرف ہی اشارہ مقصود ہے۔

۸۔ مسیح ناصری بنی اسرائیل کے لئے خاتم نبوت تھے اور مسیح موعودؑ خاتم ولایت۔ بالفاظ دیگر مسیح کے ظہور سے بنی اسرائیل سے نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو اس مسیح کے نزول نے قریش سے امامت کا خاتمہ کر دیا اور تسلب من قریش کی زبردست پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی۔

۹۔ مسیح ناصریؑ اپنے آپ کو غیر شرعی نبی ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں توریت[۱] کو منسوخ کرنے نہیں مکمل کرنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ اسی طرح مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصدِ وحید یہی تھا کہ اہلِ عالم قرآنی شریعت پر مکمل شکل میں کاربند ہو جائیں مطلب یہ کہ آپ بھی جدید شریعت نہ لانے کے باعث ایک غیر شرعی نبی ہیں۔

۱۰۔ مسیح ناصریؑ کے زمانۂ بعثت کے وقت فلسطین وغیرہ میں سلطنتِ روما کے ماتحت طرزِ رہائش میں ایک نمایاں تبدیلی واقع ہو چکی تھی اور اس اعلیٰ انتظام کے نتیجہ میں کثرت سے سڑکیں تیار کی گئیں، قومی بندشوں کو یکدم توڑ کر وسیع تعلقات قائم کئے گئے، انصاف کے لئے مختلف عدالتیں قائم کی گئیں اور علمی لحاظ سے یونانی علوم عام رنگ میں مروج کرنے کے لئے کثرت کے ساتھ مدارس اور سکول کھولے گئے اور اس طرح خدا تعالےٰ نے مسیحیت کی ترقی کے لئے خود ہی سامان مہیا فرما دیئے اور نیز یہ امر بھی یاد رہے کہ باوجود اس غیر ملکی حکومت کے حضرت مسیح ناصریؑ ہمیشہ اس حکومت کے وفادار اور اس کے احکامات پر زندگی بھر کاربند رہے[۲]۔ ان انتظامات کے مقابل میں خدا تعالےٰ نے مسیح موعود کے لئے سلطنت برطانیہ کو یہ شرف بخشا کہ جس طرح سلطنت روما نے یہ تمام آرام مہیا کئے اسی طرح اس نے بھی اپنی زیر سایہ رعایا کے مفاد کے لئے کسی طرح بھی فروگذاشت نہ کی

[۱] متی باب ۵ آیت ۱۷۔ [۲] تاریخ مسیحی کلیسا۔ کرسچن نالج سوسائٹی باب اول صفحہ ۶۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پھر مسیح موعود جیسے مقدس وجودوں نے اپنی تمام تر عمر اس رحمدل سلطنت کی اطاعت میں بسر کر ڈالی اور اس طرح اسے ایک ایسا فخر حاصل ہو سکا جس پر یہ سلطنت ہمیشہ کے لئے بجا طور پر ناز کر سکتی ہے۔

۱۱۔ مسیحِ ناصری نے اپنے مقابل احبار اور رُہبان کی تمام غلطیوں سے اطلاع بخشی اور مسیح محمدیؑ نے مفسرین و محققین اور اس کے علاوہ علماءِ سُوء کے غلط عقائد اور بے بُنیاد مسائل کا مکمل بطلان کر کے حقیقت کو واضح کر دیا۔

۱۲۔ خدائی الہام :۔

یٰعیسٰی اِنّی متوفیک ورافعک ... الخ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی نازل کیا گیا۔ اور یہ الہام جس کثرت سے ہوا اس کے متعلق حضورؑ اپنے ایک مکتوب میں یوں مطلع فرماتے ہیں :۔

"الہام اِنّی متوفیک و رافعک الیّ اس قدر ہوا ہے جس کا خدا ہی شمار جانتا ہے۔ بعض اوقات نصف شب کے بعد فجر تک ہوتا رہا ہے۔" (مکتوبات جلد اول صہ ۶۳)

اس الہام کے علاوہ ولنجعلہٗ اٰیۃً للناس ورحمۃً منّا وکان امراً مقضیاً کا الہام بھی آپؑ کے الہامات میں سے ہے۔ قرآن مجید کے مذکورہ بالا الفاظ حضرت مریمؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی حضرت عیسیٰؑ کی روح افزا بشارت عطا کئے جانے کے موقعہ پر استعمال کئے گئے ہیں۔

۱۳۔ حضرتِ احدیت کا ارشاد ہے کہ :۔ اٰتیناہ الانجیل کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو انجیل عطا فرمائی۔ اور عبرانی زبان میں اس لفظ کے معنی بشارت اور خوشخبری کے ہوتے ہیں۔ اِن معنوں کے لحاظ سے درحقیقت قرآنی آیت و مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس بشارت کا مصداق مسیح محمدیؑ ہے۔ لیکن جہاں یہ بشارت حضرت عیسیٰؑ کو عطا ہوئی مسیح موعود علیہ السلام کو بھی خدائے علیم کی طرف سے اپنے ایک حُسن و احسان میں نظیر ہونے والے موعود کی پیدائش سے اطلاع دیتے ہوئے یہ فرمان نازل ہوا :۔

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملے گا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذُرّیت و نسل ہو گا۔" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

لہ براہین احمدیہ حصہ چہارم صہ ۵۱۶ ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گویا مسیح ناصریؑ کو اپنے بروز کی بشارت دی گئی اور مسیح موعودؑ کو اپنے مثیل[لہ] کی خوشخبری عطا ہوئی۔

نیز اگر انجیل سے مراد ایک کتاب لی جائے تو اِس لحاظ سے بھی مسیح موعودؑ کو ایک مشابہت حاصل ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ ابتداء میں حضرت اقدسؑ کے متفرق الہامات و کشوف کا جو مجموعہ شائع ہوا اُسکا نام البشریٰ رکھا گیا۔ بہرکیف اِن ہردو وجوہ کے مطابق مسیح موعودؑ مسیح ناصریؑ سے اس طور پر بھی مکمل مشابہت اور مماثلت رکھتے ہیں۔

۱۴۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحِ ناصریؑ کے مقابل پر مندرجہ ذیل چار گروہ ہی ایسے تھے کہ جو خاص طور پر اُن کے پیش کردہ دعویٰ کے مخاطب قرار دیئے جا سکتے ہیں:۔

اوّل:۔ فریسی لوگ جو احادیث کے پیشِ نظر تمام اعمال بجا لاتے تھے۔ اور انہیں اس بات کی قطعاً پرواہ نہ تھی کہ یہ مسائل کس حد تک الٰہی کتاب کے مطابق ہیں۔ (طالمود مؤلفہ یوسف بارکلے مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء)

دوم۔ فقیہی طبقہ جو علماء کے قیاسات کے تابع ہو کر آباء و اجداد کی تقلید میں مشغول تھے۔

سوم۔ صدوقی فرقہ جنہیں جزاء اُخروی اور قیامت سے کلّی انکار پر اصرار تھا۔

چہارم۔ السنی جماعت جو وادی الریٰ میں فقیروں کی مانند گوشہ نشین تھے لیکن دینی مسائل کو بہت کم پیشِ نظر رکھتے تھے۔ اعمال ہیں وہم ہی وہم تھا۔

مسیح موعودؑ کے مقابل پر شدید مخالف صرف چار ہی فرقے تھے جو عقائد کے لحاظ سے بھی اِن فرقوں کے مشابہ ہیں:۔

اوّل:۔ اہلحدیث

دوم:۔ وہابی

سوم:۔ نیچری

چہارم:۔ صوفیاء اور گدی نشین حضرات

چنانچہ فرقہ اہلحدیث کے ایڈووکیٹ محمد حسین صاحب بٹالوی کا اِس بارہ میں اپنا مذہب اُن کے ہی اپنے الفاظ

لہ حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۶ میں فرمایا ہے کہ "خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔" اِس لحاظ سے مسیح موعودؑ کو عطا کردہ پیشگوئی مثیلِ مسیح کی آمد کے لئے بطور خوشخبری کے تھی۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ملاحظہ ہو:۔

"ہر چند قرآن کریم مرتبہ ثبوت میں حدیث سے مقدم ہے مگر حدیث صحیح منصب و خدمت تشریح و تفسیر میں قرآن سے مقدم ہے۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۹۶ حاشیہ)

مولوی نذیر حسین صاحب نے اس بے بنیاد عقیدہ کے ثبوت میں حضرت امام شعرانی کی طرف مندرجہ ذیل الفاظ منسوب کئے ہیں ع۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔

"اجتمعت الائمۃ علی ان السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ"

(ایضاً جلد ۱۳ صفحہ ۳)

بقیہ فرقوں کے عقائد و اعمال اس معاملہ میں اتنے واضح ہیں کہ ہمیں ان کے متعلق کسی مزید ثبوت کی قطعاً حاجت باقی نہیں رہ جاتی۔

۱۵۔ یہود سمجھتے تھے کہ مبعوث ہونے والا مسیح جبر و اکراہ کے ساتھ دیگر تمام اقوام کو فوراً تہ تیغ کر کے ہمیں ہر قسم کی دولت و ثروت سے مالا مال کر دیگا۔ یہی خیال مسیح محمدیؑ کے متعلق موجود نام نہاد مسلمانوں کے قلوب میں راسخ ہو چکا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایسے ہی موہوم خونی مہدی کی آمد نے انہیں صبح و شام عجیب طرح بیقرار و بے چین کر رکھا تھا۔

مخالفت کا خوفناک اور درد انگیز طوفان

ناظرین!! اب ہم مسیحین کے ابتدائی ادوار کے مقابلہ و موازنہ سے بکلی فارغ ہو جانے کے بعد ایک ایسے باب میں قدم رکھ رہے ہیں جس کے خونی صفحات تصور کی عمیق گہرائیوں کو متاثر کرتے ہوئے ایک حقیقت شناس انسان کی پیشانی کو بھی عرق انفعال سے تر کر دیتے ہیں۔ یہ گرجنے والے خوفناک گھٹا ٹوپ بادلوں میں شرر بار شعلہ افگن برق اور دوسری طرف پرُخوف و خطر وادیاں جن میں سے خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے ہر مامور کو بہر صورت گذرنا پڑتا ہے کچھ ایسی وحشتناک داستانیں ہیں کہ ان کا تخیل ہی انسانی جسم میں شدید کپکپی پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور اس کا خیال کرتے ہوئے روح بھی یک بیک بیقرار ہو کر کانپ اٹھتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں ایک مضمحل پژمردہ دماغ انسان کو بھلا کہاں جرأت ہے کہ اس کا تصور بھی کر سکے۔ لیکن ہاں اس ہیبتناک پردہ کو ہٹائے بغیر بھی کوئی چارہ نہیں اس لئے ناچار بادل ناخواستہ اسی پرُسوز نظارہ کے اندوہگین حالات کا مشاہدہ کرتے ہوئے ہمیں ایک بار پھر ان عجیب و غریب مشابہات و مماثلات کا ملاحظہ کرنا پڑیگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جن کا آغاز مسیحیت کے دعویٰ سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔

مسیح ناصریؑ

خدائے قدوس کے اِس مقدس انسان کے ساتھ بدبخت یہود نے جو شرمناک، ننگ انسانیت اور نارو اسلوک روا رکھے اُن کے تصوّر سے آج بھی عقلِ انسانی صفِ ماتم بچھائے نہیں رہ سکتی۔ اُن شقی انسانوں نے فتوئے تکفیر پر اکتفا نہ کرتے ہوئے اُنہیں واجب القتل قرار دیکر صلیب پر لٹکا دینے کی انتہائی جد وجہد کی۔ اور پھر اسی پر بس نہیں، آپؑ کے مُنہ پر تھوکا گیا اور آپؑ کے سر پر کانٹوں کا تاج پہناتے ہوئے طمانچے مارے، نیز تلواروں اور لاٹھیوں سے حملہ کیا اور سنگباری کی گئی۔ لیکن اِن لرزہ خیز واقعات کا ایک مرتبہ پھر دُہرایا جانا مقدر تھا اسلئے

مسیح محمدیؑ

انیس ۱۹۰۰ سو سال کے بعد مسیح محمدیؑ کی آمد کے ذریعہ سے آسمان نے دوسری مرتبہ یہ دہشتناک نظارہ دیکھا۔ اور گو یہ یہودی صفت مسلمان مسیح محمدیؑ کو صلیب پر چڑھانے میں تو کامیاب نہ ہو سکے تاہم مسیح موعودؑ کی مخالفت میں وہ اوباشانہ طریق اختیار کیا کہ رہتی دُنیا تک یادرہے گا۔ اور یہ حقیقت ہے[1] کہ اگر ان لوگوں کو ذرا سا اقتدار نصیب ہوتا تو یقینی امر تھا کہ مسیح موعودؑ کو بھی ان تمام مصائب سے حصہ لینا پڑتا۔ بہرحال حکومت تو حاصل نہ تھی لیکن ایک طریق ابھی ایسا موجود تھا جس کے ذریعہ ان گندے خیالات کا برملا اظہار کر کے مسیح موعودؑ کو بدنام کیا جا سکتا تھا۔ اور یہ ذریعہ اشتہارات تھے۔ چنانچہ اِن حقیقت ناشناس انسانوں نے اِسی ذریعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے اُن کمینہ حرکات کا مظاہرہ کیا کہ بدبخت یہود کو بھی مات کر دیا۔ چنانچہ آئندہ سطور میں بطور نمونہ مخالفین کی وہ تحریرات مختصراً پیش کی جاتی ہیں جو حضرت اقدسؑ کے زمانۂ دعویٰ مسیحیت کے ابتداء میں شائع کی گئی تھیں۔

"کذاب ہے۔ دین میں فساد ڈالنے والا ہے۔" (ذریۃ دجال ص۸)

"مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن نہ کیا جائے۔" (ایضاً ص۱۰)

"ملعون و شیطان ہے۔" (ایضاً ص۲۶)

"خدا اس کا مُنہ کالا کرے۔" (ایضاً ص۹۱)

"کیوں مرزا جی مُنہ اچھا کالا ہوا یا کچھ فرق ہے۔" (کتاب ضرب النعال علیٰ راس مسیح الدجال)

---

[1] اِس امر کا اعتراف خود مسلمانوں کو بھی ہے۔ چنانچہ "اسلام" ۲۳ ستمبر ۱۹۲۲ء لکھتا ہے:-

"کاش اِس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت ہوتی تو مسیلمہ وقت کو معلوم ہو جاتا کہ مسلمانوں کے متاعِ دین و ایمان کے ساتھ تغلب کرنا کیا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ارے او سُن رسول قادیانی ÷ لعین و بے حیا شیطان ثانی
نچائینگے تجھے اک ناچ ایسا ÷ یہی اب ہے مصمم دل میں ٹھانی
نچائے ریچھ کو جیسے قلندر ÷ یہ کہہ کہہ کر تری مرجائے نانی"

(ضمیمہ شحنہ ہند ۱۸ ر اکتوبر ۱۹۰۱ء صہ ۱۵۴)

"اگر ہے کچھ بھی غیرت ڈوب مرجا ÷ بظاہر اس میں ہے آرام مرزا
گلے میں اب ترے رسّہ پڑے گا ÷ سیاہ رو ہوگا پیش عام مرزا"

(قول صاحب سعد اللہ لدھیانوی)

"ہت ترے الہام اور وحیوں پہ سب کی آج تھُو
خوف طاعوں سے ٹنگا بیٹھا رہا کوٹھے پہ تُو"

(اشتہار مسیح کاذب خاکدانی)

"لعنة الله على افترائك وعلى كذبك بعد وما خلق وبعد ما فى علمه تعالى الف الف لعنة الى يوم القيمة ۔ جتنی رذالت اور خباثت تمام دُنیا کے رذیلوں میں ہے ان تمام کا مجموعہ آپ ہی ہیں۔"

(اشتہار "سنڈاس میں پتھر" غلام رسول امرتسری)

"اس کی صورت مسخ ہے مُنہ اس کا کالا اور نیلے پَیر ہیں۔" (اشتہار "جبلی کی عجیب یادگار")

"جہاں کی تجھ پہ لعنت ہے میری بھی تجھ پہ لعنت ہے
کدھر ہے اب مسیحائی کہاں ہے اب یہ ہمدانی
یہ کہکر کھینچکر داڑھی لگائیں خوب بڈھے کے
تڑا تڑ گنجے سر پر ہوگئی جوتوں کی بارانی"

(گرگ کہن قادیانی اور اسکی جورو کی لڑائی)

حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہار مباہلہ بنام مولوی محمد حسین بٹالوی کے جواب میں ایک خبیث الفطرت انسان نے لکھا:-

"مولوی صاحب (محمد حسین بٹالوی) کچھ انعام (مباہلہ کے نتیجہ میں کسی قسم کے کوئی اثر نہ ہونے پر) نہیں لینا چاہتے اور بجائے اپنے جرمانہ یا انعام آٹھ سو پچیس روپیہ کے صرف ۸۲۵ جوتے حضرت اکذب کے سر مبارک پر رسید ہوں اور اس کفش کاری اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاپوش باری کے بعد پھر گدھے کی سواری پر آپ کا جلوس نکلے اور آگے آگے آپ کے مخلص مرید بطور مرثیہ خوانی یہ مصرعہ پڑھتے جاویں ع یہ کھاتا جوتیاں سر پر مرادیوانہ آتا ہے۔" (اشتہار "دجال کادیانی کے مباہلہ کا جواب" سید ابوالحسن)

"اگر اب انکی جماعت کے دل میں کچھ زیادہ ہوس ہے تو اس کو گدھے پر سوار کر کے گدھے کی دُم بجائے لگام اس کے ہاتھ میں دیدیں اور توے کی سیاہی پر ذرا تیل ڈال کر اس کے مُنہ پر لیپ کر دیویں یا اگر ٹُک کا استعمال کریں تو اور بھی بہتر ہے۔ کیونکہ وہ پائیدار ہوتا ہے۔ اور بٹالہ۔ امرتسر۔ لاہور اور سیالکوٹ میں اس کو پھرادیں اور ایک نائب الشیطان ہر ایک چوک میں ٹھہرا کر اس کے سر پر دس دس جوتے رسید کرتا رہے اور آخری جوتے کے ساتھ ہی بڑے زور سے آواز دیا کرے کہ تلك عشرۃ کاملۃ۔ اور باقی جماعت طبلہ بجاتی جاوے اور یہ پڑھتے جادیں ع مرسل یزدانی وعیسے نبی اللہ شدی بازمے گوئی۔ الخ۔ جن کو فارسی زبان نہ آتی ہو وہ یہ شعر پڑھتے جاویں ؎

اڑاتا خاک ہے سر پر گدھے پر خوب بیٹھا ہے
یہ کھاتا جوتیاں سر پر مرادیوانہ آتا ہے "(لعنت آسمانی بر ابلیس قادیانی) ۲ ص"

بعینہ ایسے ہی واقعات ہمیں حضرت مسیح ناصریؑ کی زندگی میں بھی موجود نظر آتے ہیں:۔

۱۔ جس وقت حضرت عیسٰی علیہ السلام نے خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح ہونے کا دعویٰ پیش کیا سردار کاہن نے آپؑ کی شدید مخالفت کا بیڑا اٹھا لیا۔ اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس دعوے کو سُن کر مسیح موعودؑ کے خلاف کمر بستہ ہو کر سردار کاہن کا پارٹ خوب ادا کیا۔

۲۔ ایک شریر فاضل یہودی نے مسیح علیہ السّلام کے خلاف فتویٰ تکفیر لکھا اور بیت المقدس کے صدہا علماء نے اس پر دستخط کر دیئے۔ بعینہ یہی معاملہ مسیح موعودؑ کے ساتھ پیش آیا۔ کیونکہ مولوی محمد حسین نے ایک فتویٰ لکھا اور دیگر سینکڑوں علماء سے اُس پر دستخط کروا کے اُسے تمام ہندوستان بھر میں شائع کر دیا اور اس طرح یہ مشابہت بھی عجیب طور پر ظہور پذیر ہوئی۔

۳۔ مسیح علیہ السلام کو یہودی علماء نے دین میں رخنہ انداز قرار دے کر واجب القتل ہونے کا فتوےٰ دیا۔ اسی طرح مسیح موعودؑ کو بھی واجب القتل قرار دیا گیا اور نہ صرف یہی بلکہ آپؑ کے قتل

---

[1] اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۔ فتویٰ شرعی صفحہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی پے درپے جدوجہد بھی کی گئی۔ لیکن خدا نے خاص حفاظت فرمائی اور دشمن آپؑ کا بال تک بیکا نہ کر سکے۔

۴۔ یہودی لوگ مسیح علیہ السلام کو تمسخر انگیز لہجہ میں یوں مخاطب کرتے تھے کہ "یہ وہ بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا ہے۔" (مرقس) اسی طرح مخالفین نے حضرت اقدسؑ کے متعلق لکھا:-

ا۔ "اجی یہ تو پھٹا ہوا جاٹ ہے۔" (اظہار مخادعت صہ ۱۶)

ب۔ "جب یہ تاویلات صحیح مان لی جائیں تو پھر میاں کادیانی کو کیا ترجیح ہے کہ وہ مسیح موعود مانا جائے جس کو نہ علم ہے نہ فضل۔ نہ خاندان نبوت سے ہے۔ اگر مسیحائی کا ایسا ہی بازار گرم ہے تو اور اچھے اچھے شخص اس کے مستحق ہیں۔"

(نفاق نامہ کا دوسرا تذکرہ صہ ۳۴ حاشیہ)

۵۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بارہ حواری تھے۔ اس کے مقابل پر اگرچہ خدا تعالےٰ نے لاکھوں انسانوں کو آپؑ کے قدموں میں لا کر ڈال دیا۔ تاہم حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ایک دوسرے لحاظ سے یہ مشابہت بھی آپؑ میں موجود نظر آتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ جب مسیحیت کے دعویٰ کی وجہ سے تمام ہندوستان میں ایک خوفناک طوفانِ بےتمیزی پیدا ہوا تو حضورؑ ۲۸ ستمبر ۱۸۹۱ء کی صبح کو دہلی پہنچے۔ وہاں پہنچتے ہی جامع مسجد میں مولوی نذیر حسین صاحب کیساتھ آپؑ کا مباحثہ قرار پایا۔ لیکن مباحثہ کے سب شرائط مخالفین نے خود ہی طے کر لئے اور آپؑ کو کوئی اطلاع نہ دی گئی۔ عین اُس وقت حکیم عبدالمجید صاحب اپنی گاڑی لے کر آ گئے اور کہا چلئے مسجد میں مباحثہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہمیں اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں دی گئی اور نہ ہم سے کوئی مشورہ طلب کیا گیا۔ اس لئے ایسے فساد کے موقع پر جب تک سرکاری انتظام نہ کیا جائے ہم جانے کے لئے تیار نہیں۔ حضورؑ کے اس جواب پر مسجد کا تمام مجمع اور بھی مشتعل ہو گیا۔ اس موقعہ پر باوجود جماعت کے انتہائی اصرار کے حضورؑ جامع مسجد میں جا پہنچے اور اُس وقت آپؑ کے ساتھ بارہ ہی دوست تھے۔[1]

۶۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ نے کئی مرتبہ یہودی علماء سے مناظرے کئے۔ مسیح موعودؑ نے بھی کئی بار مناظرے کئے۔ مثلاً:-

۱۸۹۱ء لدھیانہ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی سے

۱۸۹۲ء لاہور۔ عبدالحکیم کلانوری سے

۱۸۹۳ء امرتسر۔ مسٹر عبداللہ آتھم سے

---

[1] ملخص "سیرۃ مسیح موعودؑ" مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ صہ ۲۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۷۔ حضرت مجدد الف ثانی (مکتوبات ۲۶۰) میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں سورج کو کامل طور پر گہن لگا۔ اسی طرح احادیث کے مطابق ۱۸۹۴ء میں سورج اور چاند دونوں کو گہن لگا۔

۸۔ حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ایدنٰہ بروح القدس مسیح موعودؑ کی تمام زندگی میں روح القدس کی تائید بکثرت نظر آتی ہے۔ ایسے مواقع کا مکمل بیان ممکن نہیں جلسۂ مذاہب میں حضورؑ کی شائع کردہ وحی کے مطابق آپؑ کے مضمون کا فائق طور پر غالب رہنا، "اعجاز المسیح" کے مقابل پر مخالفین کا ساکت و صامت رہ جانا اور طاعون کا آپؑ کی چار دیواری اور بالخصوص آپؑ کے وجود سے عمر بھر دُور تر رہنا، "خطبہ الہامیہ" جیسے فصیح و بلیغ خطبہ کو بغیر تیاری کے فی البدیہہ پڑھ دینا وغیرہ۔ غرضیکہ سینکڑوں امور اس تائید کے زندہ گواہ ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "حقیقۃ الوحی")

۹۔ حضرت مسیحؑ کا ایک حواری یہوداہ اسکریوطی مرتد ہوگیا تھا اور مسیح موعودؑ کی جماعت سے بھی عبدالحکیم اور چراغدین وغیرہ نے سلسلہ ارتداد اختیار کیا۔

۱۰۔ انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ نے ایک آدمی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"اے آدمی تیرے گناہ معاف ہوئے۔ اس پر فقیہہ اور فریسی لوگ سوچنے لگے کہ یہ کون ہے جو کفر بکتا ہے۔ سوا خدا کے اور کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔" (لوقا باب ۵)

یہی اعتراض مسیح موعودؑ کے مخالفین بہشتی مقبرہ کے نظام پر کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک شدید مخالف نے "سیاست" میں لکھا تھا:۔

"اگر قادیان کے بہشتی مقبرہ میں چند ٹکے دیدینے سے جنت الفردوس کا سرٹیفکیٹ مل جاتا ہو تو دیہاتی لوگ اسے مہنگا سودا تصور نہیں کرتے۔"

(سیاست ۶ جنوری ۱۹۲۴ء بحوالہ الفضل ۵ فروری ۱۹۲۴ء)

۱۱۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کئی معجزات عطا فرمائے تا یہودی لوگ آپؑ کے تعلق باللہ اور حقانیت و صداقت کے زندہ نشانوں سے مطلع ہو سکیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے مقابل خدا تعالےٰ نے ہزار درجہ زیادہ نشانات کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کے ہزاروں آسمانی گواہ پیدا کر دیئے۔ اور یہ نشانات اور پیشگوئیاں اس کثرت سے عطا کی گئیں کہ حضرت اقدسؑ نے پُوری تحدی کے ساتھ باآواز بلند اعلان فرمایا کہ:۔

"اگر کوئی مخالف خواہ عیسائی ہو خواہ بگفتن مسلمان۔ میری پیشگوئیوں کے مقابل پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُس شخص کی پیشگوئیوں کو جس کا آسمان سے اُترنا خیال کرتے ہیں یقین اور ہدایت کے مرتبہ پر زیادہ ثابت کر سکے تو میں اُس کو نقد ایک ہزار روپیہ دینے کو طیار ہوں۔"
(تذکرۃ الشہادتین ص ۴۱،۴۲)

(پوری بسط و تفصیل کے لئے حضرت اقدسؑ کی کتاب "حقیقۃ الوحی" ملاحظہ ہو)

۱۲۔ باوجود شدید مخالفت اور انتہائی دردانگیز مشکلات میں سے گذرنے کے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کے فضل سے اور اس کے وعدوں کے مطابق عظیم الشان فتح نصیب ہوئی اسی طرح ایک طرف حضرت اقدسؑ نے اِس امر کا اعلان فرمایا:۔

"یقیناً یاد رکھو اور کان کھولکر سنو کہ میری روح ہلاک ہونیوالی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں .... کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا۔ کبھی نہیں چھوڑیگا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا۔ کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ۔ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دیگا۔" (انوار الاسلام ص ۲۱)

تو دوسری طرف مولوی محمد حسین بٹالوی نے یہ تعلّی کی:۔

"اشاعۃ السنۃ کا فرض اور اس کے ذمہ ایک قرض تھا کہ اُس نے جیسا کہ دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا تھا ویسا ہی دعاوی جدیدہ کی نظر سے اُس کو زمین پر گرا دے۔" (اشاعۃ السنۃ جلد ۹ ص ۴۳)

لیکن مولوی محمد حسین بٹالوی کی انتہائی جدوجہد اور پے درپے شبانہ روز کوششوں کے علاوہ دیگر علماء کی شدید ایذادہی اور عوام کی شرمناک اشتعال انگیز مخالفانہ کارروائیوں کے باوجود آخر کون غالب رہا؟ اِس سوال کا جواب خود مولوی محمد حسین بٹالوی کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"اب جب تک تمام مسلمان اجتماعی طور پر حضرت علیؓ کے بازوئے خیبر شکن سے کچھ طاقت مستعار لیکر لگاتار اس فتنۂ قادیانیہ کے استیصال کے لئے انتہائی کوشش نہ کرینگے کچھ نہ ہوگا۔" (زمیندار ۱۹؍ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

"اب" اور "تمام" کے ساتھ "اجتماعی طور پر" اور پھر "حضرت علیؓ کے بازوئے خیبر شکن" کا بیان۔ اور اِس کے بعد "لگاتار" اور "انتہائی" کے الفاظ کا ایک ایک جزء مایوسی اور ناامیدی کی مجسم تصویر ہے اور محمد حسین بٹالوی کی انتہائی ناکامی کا صریح ثبوت!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقدمۂ قتل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک نہایت عجیب مماثلت یہ بھی ہے کہ جس طرح مسیح کو پیلاطوس کی عدالت میں لے جا کر آپ پر مقدمہ چلایا گیا اسی طرح حضور کو بھی ایک ایسے مقدمہ کے ضمن میں جو اگرچہ ایک عیسائی کی طرف سے تھا تاہم دیگر تمام مخالفین بھی درپردہ حضور کے قتل کئے جانے پر مستعد تھے) ڈگلس کی عدالت میں جانا پڑا۔ لیکن یہ مشابہت یہاں ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اِس مقدمہ کے بعض عجیب و غریب پہلو ایسے بھی موجود ہیں جو مسیح علیہ السلام کے مقدمہ سے حیرت انگیز طور پر مطابقت رکھتے ہیں مثلاً :-

۱۔ مسیح علیہ السلام کو یہودا اسکریوطی نے پکڑوایا تھا۔ اور یہ شخص آپ کے متبعین میں سے تھا اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر اقدام قتل کی گواہی دینے والا شخص جس کا نام عبدالحمید تھا اپنے آپ کو حضرت اقدس کے مبائعین میں سے شمار کرتا تھا۔

۲۔ لوقا باب ۲۳ آیت ۵ تا ۷ میں مذکور ہے کہ جس وقت پیلاطوس کو معلوم ہوا کہ مسیح گلیل کا رہنے والا ہے اور اِس وجہ سے مقدمہ کی سماعت کا اختیار گلیل کے حاکم ہیرودیس کو ہے تو اُسنے مسیح کو اُس کے پاس بھیج دیا۔ لیکن ہیرودیس نے جو اس وقت یروشلم میں مقیم تھا کچھ تحقیق کے بعد اُسے واپس پیلاطوس کی طرف روانہ کر دیا۔ بعینہٖ اسی کے مانند جس وقت حضور پر امرت سر کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا تو اے۔ جی مارٹینو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرت سر نے یہ خیال کر کے کہ حضرت اقدس ضلع گورداسپور کے باشندہ ہیں وارنٹ گرفتاری جاری کرنا روک دیا اور لکھا کہ "یہ مقدمہ میرے اختیار میں نہیں اس لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے پاس کارروائی کے لئے بھیجا جاوے۔" لیکن جیسا کہ ایم ڈبلیو ڈگلس نے بیان کیا کہ اس مقدمہ کا تمام اختیار خود مجسٹریٹ امرت سر کو بھی حاصل حاصل تھا کیونکہ وقوعہ وہاں کا ہی تھا۔ پس باوجود اختیار حاصل ہونے کے مجسٹریٹ امرت سر نے وہ مقدمہ گورداسپور میں بھیج دیا اور یہی امر مسیح علیہ السلام کے مقدمہ میں درپیش ہوا۔ خلاصہ یہ کہ مسیح کا مقدمہ ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوا۔ ایسا ہی حضرت اقدس کا مقدمہ امرت سر کے ضلع سے گورداسپور کے ضلع میں منتقل ہوا۔

۳۔ مسیح کے مقابل پر تمام کاہن، شیوخ، فقیہی اور فریسی تھے اسی طرح حضور کے خلاف گواہی دینے والے بھی مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے تھے۔ (مرقس ۱/۱۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۴۔ مسیح کے خلاف یہودا اسکریوطی نے گواہی دی تو اس موقعہ پر مسلمانوں کے علماء میں سے مولوی محمد حسین بٹالوی آپؑ کے خلاف شہادت دینے کے لئے عدالت میں حاضر ہوا۔

۵۔ مسیح کے گرفتار کروانے کے لئے سردار کاہن نے شور مچایا تھا کہ مسیحؑ سلطنت رومی کا باغی ہے اور خود سلطنت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ایسا ہی محمد حسین بٹالوی نے محض شرارت سے شور مچایا کہ یہ شخص بادشاہ بننا چاہتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ میرے مخالف جس قدر سلطنتیں ہیں سب کاٹی جائیں گی۔

۶۔ مسیح علیہ السلام کے متعلق مقدمہ کے وقت کہا گیا "یہ کافر ہو گیا ہے۔ یہ کلمۂ کفر کہہ چکا ہے۔ اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے بیان کیا کہ "مَیں مرزا صاحبؑ کو مسلمان نہیں سمجھتا دہریہ ہے"

۷۔ جس روز مسیح کا فیصلہ ہوا ایک چور بھی گرفتار ہو کر سزا یاب ہو گیا اُس چور کا نام باراباس لکھا ہے (لوقا ۲۳/۱۹۔ یوحنا ۱۸/۴۰) یہ چور پیلاطوس کا ہم مذہب تھا۔ اسی طرح ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء اسی گھڑی جبکہ حضورؑ عدالت میں موجود تھے ایک ملتی فوج کے ایک عیسائی نے بوجہ چوری کے تین ماہ کی قید کی سزا پائی۔

۸۔ جس طرح سردار پیلاطوس نے سردار کاہن کی بکواس پر ذرا بھی التفات نہ کی اور سمجھ لیا کہ یہ شخص مسیح کا پکا دشمن ہے۔ اسی طرح کپتان ایم ڈگلس صاحب نے محمد حسین بٹالوی کے بیان پر کچھ بھی توجہ نہ کی اور اس کے اظہار میں لکھ دیا کہ "یہ شخص مرزا صاحبؑ کا پکا دشمن ہے"۔ اور پھر اخیر حکم میں اس کے اظہار کا ذکر تک نہیں کیا اور بالکل بیہودہ اور خود غرضی کا بیان قرار دیا۔

۹۔ جس طرح مسیح علیہ السلام کو گرفتاری سے قبل بذریعہ الہام پہلے اطلاع مل چکی تھی کہ دشمن تجھے گرفتار کر کے تیرے خلاف قتل کی سازشیں کریں گے ایسا ہی خدا نے اس مقدمہ کے متعلق بھی حضرت اقدسؑ کو پہلے سے ہی خبر دے دی تھی۔

۱۰۔ پیلاطوس نے مسیح علیہ السلام کے متعلق یوں فیصلہ کیا کہ "مَیں اِس شخص میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔" (یوحنا ۱۹/۴) اسی طرح ڈگلس نے حضرت اقدسؑ کو بالکل "بری" کر دیا۔ یہ دونوں الفاظ بالکل ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ ہاں اس قدر فرق ضرور ہے کہ پیلاطوس اِس قول پر قائم نہ رہ سکا۔ اور جب اُسے کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کریں گے تو اُس نے ڈر کر عمداً مسیح علیہ السلام کو خونخوار یہودیوں کے حوالہ کر دیا۔ گو وہ مسیح کا سخت معتقد ہونے کی وجہ سے اس سپردگی کے باعث سخت غمگین تھا لیکن یہودیوں کا شور و غوغا دیکھ کر بزدلی اُس پر غالب آگئی۔ ہاں اُس نے درپردہ مسیح کی رہائی کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متعلق جاں توڑ جدوجہد جاری رکھی۔ اور اس سعی میں وہ ایک حد تک کامیاب ہو گیا۔ اور مسیح ابن مریم باوجود صلیب پر غش کھا جانے کے عجیب طور پر بچا لئے گئے۔ اور یہ رہائی اُن کی قبولیتِ دُعا کا نتیجہ تھا۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے:۔

"Who in the days of flesh, when he had offered up prayers and supplication with strong crying and tears unto him that was able to save him from death, and was heard in that he feard."

(Hebrews Chapter V)

یعنی اس نے اپنی بشریت کے ایام میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دُعائیں کیں جو اسے موت سے بچا سکتا تھا۔ اور **خدا ترسی کے سبب اُس کی سُنی گئی**۔" (عبرانیوں ب۵)

۱۱۔ متی باب ۴ میں لکھا ہے کہ شیخ نجدی[۵] (شیطان) حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو مقدس شہر میں لے گیا اور ہیکل کے کنگرے پر کھڑا کر کے اس نے کہا کہ اگر تُو خدا کا بیٹا ہے تو اپنے تئیں نیچے گرا دے۔ کیونکہ لکھا ہے۔ "وہ تیری بابت فرشتوں کو حکم دے گا اور وہ تجھے ہاتھوں پر بٹھا دے گا۔" اس موقعہ پر حضرت عیسٰی کا یہ جواب مذکور ہے کہ اے شیطان دُور ہو میں اپنے خدا کو آزمانا نہیں چاہتا۔ اور عجیب تعجب انگیز امر یہ ہے کہ بعینہٖ اسی قسم کا ایک واقعہ مسیح محمدی کے ساتھ بھی پیش آیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک شیخ نجفی نے ۱۸۹۷ء میں حضرت اقدسؑ کی صداقت کے لئے ایک یہ امر پیش کیا کہ "آیئے! کہ مسجد لاہور کے منارہ شاہی سے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کُود دیں۔ کاذب خود ہلاک ہو گا صادق بچے گا۔" (اشتہار ذوالفقار حیدر کرار سلطان علی شیعہ)

لیکن حضرت اقدسؑ نے اس تجویز کو رد کرتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح کہا کہ مجھے اپنے خدا کی آزمائش منظور نہیں۔ چنانچہ حضورؑ اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"شیخ الاسلام در اشتہارِ خود سُوئے من اشارت کردہ مے نویسندہ کہ ما وشما

---

[۵] "شیخ نجدی"۔ اِس لفظ کے متعلق غیاث اللغات میں لکھا ہے کہ:۔

"شیخ نجدی لقب شیطان است" (ص۲۵۰ دیکھو لفظ مذکور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دست در بدگیرے دادہ انداز منارہ مسجد شاہی لاہور خود را فرو افگنیم۔ ہر کہ صادق باشد محفوظ خواہد ماند۔ عجیب سوال است کہ در دُنیا دو مرتبہ واقعہ شدہ۔ از عیسیٰ ابن مریم شیخ نجدی ایں سوال کردہ بود و از من شیخ نجفی زہے مناسبت۔

حاشیہ۔ پس جوابِ ما ہماں است کہ عیسےٰ علیہ السلام شیخ نجدی را دادہ بود۔ انجیل را بہ بینید تسلی خود فرمائید۔ منہ"

(اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء)

۱۲۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مُردوں کو اپنے مُردے دفن کرنے دو۔ (متی ۸/۲۲) اور اس طرح آپ نے اپنے متبعین کو اپنے مخالفین کے جنازے پڑھنے سے منع کر دیا اور یہی ارشاد اپنے مخالفین کے متعلق حضرت اقدسؑ کا ہے۔"

۱۳۔ حضرت اقدسؑ نے اعلان فرمایا:-

"حدیثوں میں پہلے سے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص دین کے لئے تلوار اُٹھاتا ہے اور غازی نام رکھکر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے ..... میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے ......

..... لہٰذا مسیح موعود اپنی فوج کو اِس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی سے مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ۔ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔" (اشتہار ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء)

بعینہٖ یہی تعلیم حضرت عیسیٰ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے پیش فرمائی۔

۱۴۔ حضرت مسیح نے اپنی صداقت کے لئے ایلیا نبی کی وفات کو پیش کیا اور مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو اپنے دعویٰ کے لئے بطور ثبوت پیش فرمایا۔

۱۵۔ پادری جیمز جی۔ ڈی۔ ڈی مسیح ناصریؑ کے زمانہ کے متعلق لکھتا ہے:-

"ان ایام میں بہت سے حادثے وقوع میں آئے۔ بھونچال اور پانی کا سیلاب کال اور مری بہت جگہوں میں پھی جس کے سبب لکھوکھا آدمی ہلاک ہوئے ایسا ہی ایک قسم کا طاعون بھی پھیلا جس سے اتنی اموات ہوئیں کہ شہر اور گاؤں ویران ہوگئے۔" (تاریخ کلیسا صفحہ ۳۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ تمام حوادثات خوفناک طور پر مسیح موعودؑ کی مخالفت کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوئے۔

۱۶۔ مرقس باب ۳ آیت ۲۱، ۲۲ میں لکھا ہے:۔

"اور فقیہہ جو یروشلم سے آئے تھے یہ کہتے تھے کہ اس کے ساتھ بعلزبول رہا ہے۔"

اِسی طرح شحنہ ہند میرٹھ نے حضرت اقدسؑ کے متعلق لکھا:۔

عنوان:۔ "ایک روحانی پھبتا یا پیر"

"سلام اور اِس امر کی مبارکباد ہے کہ قادیانی کے سر پر جو ایک گندی روح کا خبیث بھتا سوار ہو رہا ہے تو آپ براہِ ہمدردیٔ اسلام اس کے اتارنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اگرچہ اس اخبث العفاریت کی شرارتوں اور خباثتوں اور پلیدیوں کے روکنے کے واسطے ..... جناب مولنا مولوی محمد حسین صاحب قدس سرہ نے اوّل اوّل تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک شروع کی تھی۔ پھر اکثر ہمدردانِ اسلام نے چاہا کہ اس عزیز مایوس العلاج کو اُس عفریت مردم خوار کے پنجوں سے رہائی بخشیں اس لئے پڑھنتیں پڑھی گئیں۔ جوتے سنگھائے گئے۔ روحانی طمانچے مُنہ پر لگائے گئے مگر وہ پلید خبیث مرزا کو کچھ ایسے پنجے جھاڑ کر جھاڑ کی طرح لپٹا کہ ..

..... سر تا قدم سب پر غالب آگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

(ضمیمہ ۲۴ر نومبر ۱۹۰۱ء صـ۱۸۹)

۱۷۔ مسیح محمدیؑ اور مسیح ناصریؑ کے متفرق اقوال پر اگر طائرانہ نگاہ بھی ڈالی جائے۔ تو صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کی طرز تحریر میں بھی بہت حد تک مشابہت و مماثلت موجود ہے مختصر طور پر ذیل میں چند تحریرات حضرت اقدسؑ کی پیش کی جاتی ہیں اور اس کے مقابل حضرت مسیح علیہ السلام کے اقوال کو رکھا جاتا ہے۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام	حضرت مسیح محمدی علیہ السلام
(۱) مَیں دُنیا کا نور ہوں۔ (یوحنّا)	مَیں وہ پانی ہوں جو اُترا آسماں سے وقت پر مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
(۲) اپنی جماعت کے لئے رائی کے دانے کی تمثیل پیش کی۔ (لوقا)	"مَیں تو تخم ریزی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ سو وہ بیج بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا۔" (تذکرۃ الشہادتین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) پہاڑی وعظ	پہاڑی وعظ کے مقابل پر حضرت اقدسؑ کی تعلیم مندرجہ کشتی نوح۔
(۴) "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک تو کوڑی کوڑی ادا نہ کریگا وہاں سے ہرگز نہ چھوٹیگا۔" (متی) (۵) "لومڑیوں کیلئے بھٹ ہیں اور ہوا کے پرندوں کیلئے گھونسلے مگر ابن آدم کو سر دھرنے کی جگہ نہیں۔" (۶) "اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو۔" (۷) "اسی طرح تم بھی جب ان سب باتوں کا جن کا تمہیں حکم ہوا تو کہو کہ ہم نکمے نوکر ہیں۔"	یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف قرض ہے واپس ملیگا تجھ کو یہ سارا ادھار کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار گالیاں سُن کے دُعا دو پا کے دُکھ آرام دو کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار "سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلّل اختیار کرو۔"

۱۸۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے موحد متبعین کو ان کے مصائب کے باعث قرآن مجید میں اصحاب کہف کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں:۔

"اصحاب الکھف اعوان المھدی۔"

(عن ابن عباسؓ درمنثور بحوالہ ابن مردویہؒ)

۱۹۔ حضرت مسیحؑ کے مبائعین کے متعلق لکھا ہے:۔

"یہودی ایکا کر چکے تھے۔ کہ اگر کوئی مسیح کی مسیحیت کا اقرار کرے۔ تو عبادت خانہ سے خارج کر دیا جاوے۔" (یوحنا ۹/۲۲)

اس کے مقابل پر خود مخالفین سلسلۂ مسیح موعود کا اقرار موجود ہے:۔

"پس مخفی نہ رہے کہ باعث اس صلح نامہ کا یہ ہے کہ جب طائفہ مرزائیہ امرتسر میں بہت خوار و ذلیل ہوئے۔ جمعہ و جماعت سے نکالے گئے اور جس مسجد میں جمع ہو کر نمازیں پڑھتے تھے اس میں سے بے عزتی کے ساتھ بدر کئے گئے۔ اور جہاں قیصری باغ میں نماز جمعہ پڑھتے تھے وہاں سے حکماً روکے گئے تو نہایت تنگ ہو کر مرزا قادیانی سے اجازت مانگی کہ مسجد نئی تیار کریں ..... اور نیز اور بہت قسم کی ذلتیں اٹھائیں۔ معاملہ و برتاؤ مسلمانوں سے بند ہو گیا۔ عورتیں منکوحہ و مخطوبہ بوجہ مرزائیت کے چھینی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئیں۔ مُردے اُن کے بے تجہیز و تکفین اور بے جنازہ گڑھوں میں دبائے گئے وغیرہ وغیرہ۔" (اظہار مخادعت مسیلمہ ثانی ص۲)

۲۰۔ یہود مسیح علیہ السلام کے مبائعین کو "ناصریوں کا بدعتی فرقہ" قرار دیتے تھے۔ ہمارے مخالف ہمیں "قادیانیوں" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اسی طرح لوگ ہمیں بدعتی بھی قرار دیتے ہیں:۔

"جو صاحب عالم مرزائیوں اور دیگر مبتدع فی الدین کے ساتھ بحث کرنا چاہے..... الخ (ایضاً ص۶)

"یہ فرقہ ابو جہلیہ مخذول و مطرود و ملعون تعداد میں دو سو تک۔ الخ (ایضاً ص۱۳)

۲۱۔ مسیح فرماتے ہیں:۔

"بلکہ اب وہ وقت ہے کہ جو کوئی تم کو قتل کرے گا وہ سمجھے گا کہ میں خدا کی خدمت کرتا ہوں۔" (یوحنا ۱۶/۲)

چنانچہ اسی اعتقاد[۱] کے مطابق ۱۹۰۳ء میں جماعت احمدیہ کی ایک بزرگ ترین ہستی کے ساتھ وہ دردناک

---

[۱] مولوی مرتضیٰ حسن کا فتویٰ یہ ہے "اگر کسی اسلامی سلطنت کا ایسا فرقہ ہو تو تین دن کے اندر واجب القتل ہے۔" (بحوالہ الفضل ۲۳ر اپریل ۱۹۲۳ء)

اخبار کشمیری ۲۸ر نومبر ۱۹۲۷ء نے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:۔

"احمدیہ جماعتوں میں ہزار عیب سہی وہ مذہب کے رو سے سنگساری کے لائق سہی۔"

"کشمیر میں الہامی طاعون کے چوہے (احمدی) برابر موجود ہیں جن کی ہلاکت کیلئے جدوجہد کرنا صحت عامہ کے لئے ضروری ہے۔" (اسلام ۱۴ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

"اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت سے..... ان طاعونی چوہوں کی گرفتاری کیلئے فولادی پنجرے تیار کر لئے ہیں توقع ہے کہ خدا کے فضل وکرم سے رینگنے والے جانوروں کا یہ موذی گروہ بہت جلد زندہ درگور ہو جائے گا۔" (اسلام ۱۲ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"مسیح علیہ السلام کو صلیب کا واقعہ پیش آیا اور خدا تعالیٰ نے انہیں اس سے نجات دی ہمیں بھی اسکی مانند صلیب یعنی بیٹھ کے متعلقات کے درد سے وہی واقعہ جو پورا موت کا نمونہ تھا پیش آیا خدا تعالیٰ نے ہمیں اس سے عافیت بخشی۔" (اخبار الحکم ۱۱ر مئی ۱۹۰۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقعہ پیش آیا جس کے ابتدائی حالات کو ہی سُن کر آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو جاتی ہیں۔ یہ پُردرد واقعہ حضرت مولینا سید عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کی روح فرسا شہادت ہے ور آپ کے بعد کئی دیگر عاشقین مسیح کو بھی جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔

۲۲۔ حضرت مسیح ناصریؑ نے آنے والے پُرخطر ایام کی بایں الفاظ خبر دی :۔

"پھر تو ان بڑی بڑی عمارتوں کو دیکھتا ہے۔ یہاں کسی پتھر پر پتھر باقی نہ رہیگا

"پس دُعا مانگو کہ تمہیں جاڑوں میں یا سبت کے دن بھاگنا نہ پڑے۔ کیونکہ اسوقت ایسی مصیبت ہوگی کہ دُنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔ مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے۔" (متی ب ۲۴)

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی آئندہ عدیم المثال تباہی کی بارہا مختلف طریق سے اطلاع دی۔

وفات حسرت آیات!

۱۔ الہام خداوندی اِنِّی متوفیک۔ الخ کے مطابق دونوں مسیح طبعی موت سے فوت ہوئے [۱]

۲۔ یہود نامسعود نے انتہائی خباثت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بناء پر کہ مسیح ہمارے ذریعہ سے مصلوب ہو چکے ہیں۔ آپؑ کی موت کو لعنتی موت قرار دیا۔ اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے متعلق جہاں دیگر ہندو مسلم اور عیسائی اخبارات نے کمال دیانتداری سے شاندار آرٹیکلز لکھے وہاں ایک ایسے اخبار میں جس کا ایڈیٹر بھی احمدیوں کے مقابل اپنا اور دیگر تمام مسلمانوں کا یہودی[۲] ہونا تسلیم کر چکا ہے۔ ایک بدباطن انسان نے حضرت اقدسؑ کی وفات کا

---

[۱] نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی صاحب متوفیک کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں :۔

"پھر خدا نے انکو اُٹھا لیا یعنی اپنی طبعی موت سے مر گئے۔" (حضرت عیسیٰ اور صلیب صہ ۲)

[۲] مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں :۔

"ہمارا اور مرزائیوں کا فرق عیسائیوں محمدیوں یا موسائیوں (یہودیوں) کا سا ہے جس طرح ان دونوں میں یہ تمیز ہے کہ ایکدوسرے سے ایک رسول زیادہ مانتا ہے اسی طرح قادیانی اُمت ہم سے زیادہ مرزا صاحب کو رسول مانتے ہیں۔" (اہلحدیث ۲۸ اپریل ۱۹۱۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مندرجہ ذیل اوباشانہ اشعار میں تذکرہ کرکے اپنی گندی ذہنیت کا نمایاں ثبوت پیش کر دیا ہے ؎

گھٹا حسرت کی اس کی قبر پر ہر دم برستی ہے ÷ نہیں زیر لحد کچھ بھی عفونت کے سوا باقی
وہ مرنا میرزا کا ہیضے سے آہ غربت میں ÷ وہ عبرتناک نقشہ تھا جو برسوں تک رہا باقی

(اہلحدیث ۱۹ر جنوری ۱۹۰۹ء)

۳۔ طبقات کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۶ میں حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"لقد قبض الليلة التي عرج فيها بروح عيسى ابن مريم ليلة سبع وعشرين من رمضان۔"

کہ حضرت مسیح ۲۷ر رمضان کو فوت ہوئے۔ ادھر مسیح موعود علیہ السلام کو آپؑ کی وفات کے سلسلہ میں ایک الہام یہ بھی ہوا کہ "ستائیس کو ایک واقعہ" (ہمارے متعلق)۔

(بدر جلد ۶ صفحہ ۵۱ عدد ۴۲)

چنانچہ حضرت اقدسؑ کو بمطابق الہام بتاریخ ستائیس مئی ۱۹۰۸ء وفات کے بعد قادیان میں لاکر دفن کیا گیا۔ اور اس طرح ستائیس کے عدد نے دوسرے رنگ میں ایک اور مشابہت کو پیدا کر دیا۔

۴۔ مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد سلسلۂ خلافت جاری ہوا اور اس ضمن میں سب سے پہلا خلیفہ پطرس تھا جو عمر میں دیگر حواریوں سے کئی برس بڑا تھا اور پھر یعقوب کو (جو مسیح کا جسمانی بھائی تھا) خلیفہ تسلیم کیا گیا۔ اسی طرح حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد اس شخص کو خلافت عطا ہوئی جسکے متعلق حضرت اقدسؑ کا یہ ارشاد تھا ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے

اور پھر خلیفہ اوّلؓ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے حضرت میرزا بشیر الدین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو خلافت کی مسند پر متمکن فرمایا جو مسیح موعودؑ کے فرزند ارجمند ہونے کے باعث ایک حد تک یعقوب سے بھی مشابہت رکھتے ہیں۔

۵۔ حضرت مسیح ناصریؑ کے حواریوں کے متعلق پیشگوئی تھی کہ وہ غیر زبانوں میں تقاریر کریں گے چنانچہ لکھا ہے (اعمال باب ۲) کہ واقعہ صلیب کے بعد ایک موقعہ پر جبکہ یہودی لوگ مختلف اطراف سے جمع تھے حضرت مسیح کے حواریوں نے مختلف زبانوں میں لیکچر دیئے۔ اسکے مقابل جہاں پہلے مسیح کے حواریوں کو یہ توفیق ملی کہ یہود کی متفرق زبانیں بولیں وہاں اس دوسرے مسیح کی جماعت کو بھی یہ فضیلت عطا ہوئی کہ اسمیں غیر زبانیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بولنے والے پیدا ہو گئے۔ چنانچہ قادیان میں دیگر کئی مواقع کے علاوہ اس مرتبہ گذشتہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر مختلف احمدی حضرات نے متفرق زبانوں میں تقاریر فرمائی تھیں۔

مثیلِ مسیح ہونیکا ایک زبردست ثبوت

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ان مشابہات کے بیان کر دینے کے بعد جو مسیح محمدی کو مسیح ناصریؑ سے متفرق پہلوؤں کے لحاظ سے حاصل ہیں، بالآخر میں حضرت اقدسؑ کے الفاظ میں ایک ایسی زبردست دلیل اس دعویٰ کے ثبوت میں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقی رنگ میں مثیلِ مسیح ہیں پیش کرنا چاہتا ہوں جو ایسی واضح اور روشن ہے کہ ایک حقیقت شناس انسان کی رہنمائی کیلئے اس مسئلہ میں پورے طور پر کافی ہو سکتی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے جو میں نے عام بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصلی دعویٰ اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے ...... یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں ہے بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے اور وہ حضرت عیسےٰؑ کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے۔ اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔"

(تحفہ قیصریہ صا۲)

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاموشی!

(از چوہدری مبارک احمد خاں صاحب ایمن آبادی)

قوتِ گویائی ــــــ یعنی بولنے کی طاقت انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمتوں میں سے ہے۔ اس کے ذریعہ ہر طرح کی خوبیاں اور کمالات ظاہر ہوتے ہیں۔ انسان کی حاجتیں پوری ہوتی اور سارے کام نکلتے ہیں۔

لیکن ہر وہ چیز جو اپنی مناسب حدود سے تجاوز کر جائے، انسان کے لئے مضر اور نقصان رسانی کا موجب ہو جاتی ہے۔

تکلّم اور نطق ایک قوّت ہے جس کا سرچشمہ اور منبع اللہ تعالےٰ نے انسان کی ذات میں دوسری قوتوں کی طرح ودیعت کر رکھا ہے۔

خداوند کریم نے انسان کی ذات میں متنوع الاقسام قوتوں اور جذبات و عواطف کا ایک ذخیرہ ودیعت فرما کر انہیں چند ضوابط کے ماتحت رکھ دیا ہے۔ جب تک اِن ضابطوں کے مطابق انہیں استعمال نہ کیا جائے ان کے اصلی جوہر ظاہر نہیں ہوتے۔

قوتِ ناطقہ بھی دو ضابطوں کے ماتحت رکھی گئی ہے:-

(۱) ضابطۂ تکلّم اور

(۲) ضابطۂ خاموشی

قوتِ گویائی کا بیش بہا خزانہ اِس قدر ارزاں اور بے وقعت نہیں کہ انسان اسے اناپ شناپ بلاسوچے سمجھے ضائع کرتا رہے۔ جو لوگ اِس قوّت کا صحیح اور موزوں و مناسب انداز سے خاص ضوابط کے مطابق استعمال نہیں کرتے اور فضول گوئی اور بے معنی باتوں سے دوسروں کی سمع خراشی کرتے رہتے ہیں انہیں اِس نعمتِ خداوندی کے ناجائز استعمال کے نتیجہ میں عموماً ذلّت و رُسوائی کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اُن میں فہم و تدبّر کا مادّہ بہت کم رہ جاتا ہے فضول گوئی کی وجہ سے ابنائے جنس میں خفت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور اُن کی باتوں کی کوئی قدر نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اُن کے صلاح و مشورے قابلِ اعتناء سمجھے جاتے ہیں۔ سمجھدار اور دانا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ ہمیشہ اُن سے کنی کترانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خاموش مزاج شخص ہمیشہ سنجیدہ طبع مدبّر اور دانشمند سمجھا جاتا ہے۔

جس شخص کو زیادہ باتیں کرنے کی عادت ہو جاتی ہے اُسے پھر یہ بھی تمیز نہیں رہتی کہ کس موقع پر بولنا چاہیئے اور کس موقع پر خاموش رہنا چاہیئے۔

کثرتِ گویائی کی وجہ سے جن لوگوں سے تمیز کی یہ بابرکت صفت چھن جاتی ہے وہ ہمیشہ ذلّت اٹھاتے اور رُسوا ہوتے ہیں، اُن کے کلام سے وہ جذبہ و اثر مفقود ہو جاتا ہے جو سوچ سمجھ کر بوقتِ ضرورت کلام کرنیوالوں کی باتوں میں پایا جاتا ہے۔

پاگل بہت باتیں کرنیکی وجہ سے اپنے کلام میں کوئی وثوق اور وقعت پیدا نہیں کر سکتا صحیح الدماغ شخص بھی بہت باتیں کرنے سے تھک جاتا ہے۔ اُس کے کلام میں ایک قسم کی لغزش پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ اس کی باتیں جذب اور اثر سے خالی ہوتے لگتی ہیں اور اُن میں عقل و دانش کی بُو بہت کم رہ جاتی ہے۔ حکیم بُو علی سینا نے خوب کہا ہے کہ :-

"کسی کی قلّتِ عقل کا اُس کے کثرتِ کلام سے اندازہ لگاؤ"

لیکن جب انسان قوتِ نُطق و تکلم کو ضابطۂ خاموشی کے ماتحت لے آتا ہے تو اُس کے دل و دماغ میں رفتہ رفتہ پھر وہی لطافت و نفاست اور سلاست اور روانی پیدا ہو جاتی ہے اور قوتِ ناطقہ میں ایک ایسا زور اور جذبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ کام دینے لگ جاتی ہے۔

جس طرح بہتا ہؤا پانی جب رُک جاتا ہے تو روک ہٹانے پر اُس کی رفتار میں ایک خاص زور اور عام رفتار سے زیادہ روانی پیدا ہو جاتی ہے، ایسے ہی خاموشی سے قوتِ نطق و تکلم کو آرام ملتا ہے۔ اور وہ پہلے سے زیادہ زور اور طاقت حاصل کر لیتی ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر کلام کو چاندی فرض کر لیا جائے تو چُپ رہنا سونا ہے۔ کم گوئی اور خاموشی سے انسان کی دماغی طاقتیں نشوونما پاتی ہیں۔ ذکاوتِ ذہنی اور قوتِ فہم و ادراک بڑھتی ہے۔ زیادہ گپیں ہانکنے اور بہت باتیں کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان سوچ نہیں سکتا۔ کیونکہ جب زبان بولتی ہے تو دماغ کام نہیں کر سکتا اور غور و فکر کی عادت نہیں رہتی۔ صُوفیاء کا قول ہے کہ کم بولنا اور کم کھانا اور کم سونا روحانیت کے لئے از حد ضروری امور ہیں۔

خاموشی انسان کے عیبوں کو چھپاتی ہے۔ جب تک آدمی کوئی بات نہیں کرتا اُسکے عیوب و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہنر پوشیدہ رہتے ہیں۔ اور اس کی وجاہت پُر اثر معلوم ہوتی ہے۔ لیکن باتیں کرنے سے اسکی ذہنی و دماغی کیفیات ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اور اس کی اندرونی حالت سب پر عیاں ہو جاتی ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں قابو میں رکھے اور سوچ سمجھکر ایسی مطلب کی بات مُنہ سے نکالے کہ جس سے وہ خود اور اُسکے ابنائے جنس مستفید ہوں۔ حضرتِ ذوقؔ نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

کہے ایک جب سُن لے انسان دو
کہ حق نے زباں ایک دی کان دو

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب انسان خاموش رہتا ہے اور ایک ضابطے کے ماتحت قوتِ گویائی سے کام لینے کی عادت ڈال لیتا ہے تو اس کی قوتِ ناطقہ میں ایک خاص قوت اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور اسکے کلام میں بیشمار و بیش بہا خوبیاں اور کمالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ جیسے اُن کا احصا مشکل ہے ایسے ہی اُن کا بیان کرنا بھی آسان نہیں۔

ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوتِ ناطقہ کو اُسکے ضابطے کے ماتحت استعمال کرنیکی مختلف رنگوں میں تلقین فرمائی ہے۔ حضور علیہ السلام کا مشہور ارشاد ہے:-

"اَلصَّمْتُ حِکْمَۃٌ وَقَلِیْلٌ فَاعِلُہٗ"

کہ خاموشی حکمت ہے لیکن بہت تھوڑے ہیں جو اسے اختیار کرتے ہیں۔

حکمت کے معنے ہیں راست گفتاری و درست کرداری اور ہر شے کو اُسکے مناسب حال طور پر استعمال کرنا اور بات کی حقیقت اور اس کا مغز۔

پس حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق قوتِ نطق و تکلم کو ایک ضابطے کے ماتحت استعمال کرنیوالے راست گفتار و درست کردار بات کی حقیقت اور تہ کو پہنچنے والے اور موقع شناس بن جاتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اَلْبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ کہ کئی مصیبتیں بولنے کی وجہ سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ اسلئے فرمایا کہ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ (بخاری کتاب الادب) کہ ہر وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ اور آخرت کی جاودانی زندگی پانے پر یقین ہے مَیں اُسے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ جب بھی کلام کرے تو اچھی بات ہی مُنہ سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔ نیز فرمایا کہ ہر نیک اور اچھی بات کرنیوالے کو صدقہ کرنیوالے کی طرح ثواب ملیگا۔

اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ انسان جو لفظ بھی مُنہ سے نکالتا ہے ہمارے ہوشیار اور چوکس نگہبان اسے محفوظ کر لیتے ہیں۔ اِسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا ❊ سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائیگا
وہ اِک زباں ہے عضوِ نہانی ہے دوسرا ❊ یہ ہے حدیث سیدنا سیدالوریٰ نے

(درثمین)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کو ہاتھ سے پکڑا اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا "اس کو قابو میں رکھو" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو کچھ ہماری زبان سے نکلیگا کیا اُس کی بابت ہم سے مؤاخذہ کیا جائیگا۔ فرمایا "خدا تمہاری والدہ کو سلامت رکھے یہی زبان تو ہے جس کی وجہ سے لوگ دوزخ میں اوندھے مُنہ جا پڑیں گے"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "مجھے پیارا اور قیامت کے دن میرا نزدیکی وہ شخص ہے جس کے اخلاق بہت اچھے ہوں۔ اور تم میں سے میرے مبغوض اور قیامت کے دن مجھ سے دُور رکھے جانیوالے وہ ہیں جو بہت باتیں کرتے ہیں اور گفتگو کے وقت زبان کو مروڑ مروڑ کر اور مُنہ بھر بھر کر باتیں کرتے ہیں"

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے تین بار دُہرا کر فرمایا کہ "کلام میں مبالغہ سے تکلف کرنے والے ہلاک ہو گئے"۔

پس جہاں تک ہو سکے اپنی زبان کو قابو میں رکھنا چاہئے۔ اور جب بات کرنی ہو خوب سوچ سمجھ کر بامعنی اور مطلب خیز کلام کرنی چاہئے۔ اگر ضرورت اور وقت پر نہ بولنا ایک عیب ہے تو بے وقت بولنے میں سَو عیب ہیں۔ زیادہ بولنے سے انسان جھوٹ، غیبت، چغلی، ریا، فریب، نفاق، سخت کلامی، تکرار، عیب جوئی، اپنے تئیں جتلانا، دوسرے کی بات کاٹنا، بات بدلنا، بات کو گھٹانا بڑھانا، پردہ دری وغیرہ عیوب میں سے ایک نہ ایک عیب کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اِسی لئے داناؤں نے خاموشی کو بولنے پر فضیلت دی ہے۔ لیکن خاموشی سے یہ مطلب نہیں کہ انسان بولے ہی نہیں۔ بلکہ یہ کہ نطق اور تکلم ضبط سے کرے کہ نطق و تکلم بغیر ضبط اور عقل و دانش کے ایک فضول اور بے قیمت چیز ہے ❊

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرشن اوّل اور کرشن ثانی

(از جناب شیخ محمد شرما صاحب)

یوگیراج کرشن علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ "ہے پرنتپ ارجن! اس پرکار شروع سے اس یوگ کو راجا رشی یا راجا لوگوں نے پایا۔ سو یوگ بہت کال بیتنے اور پاکھنڈیوں کے کارن اس وقت نشٹ ہو گیا ہے۔" (گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۲۔) "ہے ارجن! جب دھرم کی ہانی اور ادھرم کی زیادتی ہوتی ہے تب تب دھرم کے اٹھا دینے اور دھرم کے قائم کرنے کے لئے میں اوتار لیتا ہوں۔" (گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۷) نیکوں کی حفاظت اور پاپیوں کا ناش (اور) دھرم کے قائم کرنے کے لئے ہر یُگ میں اوتار لیتا ہوں۔"

(گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۸)

حضرت یوگیراج مسیح قادیانی کرشن ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔ "خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں اس خطرناک حالت کی اصلاح کروں اور لوگوں کو خالص توحید کی راہ بتاؤں۔ چنانچہ میں نے سب کچھ بتا دیا۔ اور نیز میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں۔ کیونکہ ہر قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالمِ آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے۔ اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دُنیا اور دُنیا کی جاہ و مرتبت پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دُنیاوی اسباب پر ہے یہ یقین اور بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالےٰ اور عالمِ آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دُنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا۔ اور جیسا کہ ضعفِ ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقوےٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّتِ غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہو گا بعد اس کے کہ بہت دُور ہو گیا تھا۔ سو میں انہی باتوں کا مجدد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔" (از کتاب البریہ صفحہ ۲۵۳ تا صفحہ ۲۵۷)

"میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں گناہوں کے دُور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے مَیں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اُس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے ...... خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اُس کا یعنی یوگیراج کرشن علیہ السلام کا (احمدی شریا) بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا...... سو مَیں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ مَیں اُس کا مظہر ہوں۔" (از لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳-۳۴)

یوگیراج کرشن علیہ السلام فرماتے ہیں :- "پرانیوں کے مہشور یعنی قادر مطلق اور میرے پرم آتما کو نہ جان کر انسان سمجھ کر مُورکھ میرا نرادر یعنی میری بے عزتی کرتے ہیں۔"
(گیتا ادھیائے ۹ شلوک ۱۱)

"ہے ارجن! مَیں ادنیاشی۔ نروکار سناتن دھرم کی اتینت ہی سُکھ کی پربرہم کی مُورتی یعنی خدا کا بھیجا ہوا بڑا اوتار ہوں۔" (گیتا ادھیائے ۱۴ شلوک ۲۷)

حضرت یوگیراج کرشن ثانی مسیح قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:- "مَیں قسم حضرت احدیت جلّ شانہٗ کی کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میرے خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ معصیت اور دنیا پرستی میں ایسے غرق ہو گئے ہیں کہ خدا تعالےٰ پر بھی ایمان نہیں رہا۔ اور جو اُس کی طرف سے اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا ہے اُس سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ اور یہ ٹھٹھا اور لعن طعن حد سے گذر گیا ہے۔ پس خدا فرماتا ہے کہ مَیں اُن سے جنگ کروں گا۔ اور میرے وہ حملے اُن پر ہوں گے جو ان کے خیال و گمان میں نہیں۔ کیونکہ انہوں نے جھوٹ سے اس قدر دوستی کی کہ سچائی کو اپنے پاؤں کے نیچے پامال کرنا چاہا۔ پس خدا فرماتا ہے کہ مَیں نے اب ارادہ کر لیا ہے کہ اپنے غریب گروہ کو ان درندوں کے حملوں سے بچاؤں اور سچائی کی حمایت کروں۔" (تذکرہ صفحہ ۴۸۹-۴۹۰)

"مجھے اُس خدائے کریم کی قسم ہے۔ جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا ہے کہ مَیں اُس کی طرف سے ہوں اور اُس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں۔ اور اُس کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں۔ اور وہ میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے۔ اور مجھے ضائع نہیں کرے گا اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا۔ جب تک وہ اپنے تمام کام کو پورا نہ کرے جس کا اُس نے ارادہ فرمایا ہے۔" (از اربعین نمبر ۳ صہ)

"ہے ارجن! جو انسان سٹردھا پوروک مخالفت نہ کرکے میرے اِس مت کو مضبوطی کے ساتھ قبول کرے گا وہ مکت ہوگا۔" (گیتا ادھیائے ۳ شلوک ۳۱)

"بخدا میں غالب ہوں اور عنقریب میری شوکت ظاہر ہو جائے گی۔ اور ہر ایک مریگا مگر وہی جو میری کشتی میں بیٹھ گیا۔" (تذکرہ صہ ۶۶۱)

"اب دیکھو! خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوحؑ کی کشتی قرار دیا ہے۔ اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدارِ نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔ جس کے کان ہوں سُنے۔" (از اربعین نمبر ۴ حاشیہ صہ)

"اِس زمانہ کا حصن حصین مَیں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف اُس کو موت درپیش ہے۔ اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہیگی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور مَیں اُس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مزکّی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔ تب وہ اُس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پَیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس میں کبھی آگ نہیں تھی۔"

(فتح اسلام صہ)

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ مَیں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور مَیں اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔" (از کشتی نوح)

"ہے ارجن! مجھ میں ہی اپنا من لگا۔ اپنی عقل میرے سپرد کر دے۔ اِس جسم کو چھوڑنے کے بعد یقیناً تو میرے ساتھ ہی رہے گا۔ یعنی مُکتی پائے گا۔ شک نہ کر۔"
(گیتا ادھیائے ۱۲ شلوک ۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"جو پُرش سدا سنتشٹ ہے اور پُختہ عہد کر کے نفس امارہ کو جیت کر میری تعلیم کے مطابق عمل کرتا ہے۔ من اور عقل میرے سپُرد کر دیا ہے سو بھگت مجھ کو پیارا ہے۔"

(گیتا ادھیائے ۱۲ اشلوک ۱۴)

"جو بھگت وشواش پوروک مجھ کو قبول کر کے اس میرے دھرم رو دل امرت کو جس پرکار سے میں نے کہا ہے۔ سمپورن روپ سے سیون کرتے ہیں۔ یعنی میری تعلیم کے مطابق پورا پورا عمل کرتے ہیں وہ مجھ کو بہت ہی پیارے ہیں۔" (گیتا ادھیائے ۱۲ اشلوک ۲۰)

"جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے۔ اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے۔ وہی ہے جس کی ان آفتوں کے دنوں میں میری روح اس کی شفاعت کرے گی۔" (از کشتی نوح)

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اسکی عزت نہیں۔" (از اربعین نمبر ۳ حاشیہ صفحہ ۳۴)

"جو پُرش میرے اِس مت کا انوسرن نہ کر کے نِندا کریں گے۔ تن سب گیان دہمت یعنی جاہلوں کو نشٹ سمجھو۔" (گیتا ادھیائے ۳ شلوک ۳۲)

"جاہل۔ بدظنی کرنیوالا۔ عقل سے کام نہ لینے والا ناش ہو جاتا ہے۔ نبی کی بات نہ ماننے والے انسان کو نہ اِس دُنیا میں امن ملتا ہے نہ مرنیکے بعد خدا کو پا سکتا ہے۔ یا دوسری دُنیا میں خوش ہوتا ہے اور وہ انسان سُکھی نہیں رہتا یعنی خدا کو نہیں پا سکتا۔" (گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۴۰)

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اِس جماعت کو تمام مُلکوں میں پھیلا دیگا اور حُجت اور بُرہان کی روح سے سب پر انکو غلبہ بخشیگا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت سے یاد کیا جائیگا۔ خدا اِس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالیگا اور ہر ایک کو جو اسکے معدوم کرنیکی فکر رکھتا ہے نامراد رکھیگا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔"

(از تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴)

([illegible] صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں [illegible] چھپوا کر دفتر [illegible] قادیان سے شائع کیا)